

تین تاریخی بحثیں



ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی

برکات رضا فاؤنڈیشن
میراروڈ، ممبئی

بسم الله الرحمن الرحيم

سلسلہ اشاعت نمبر

تین تاریخی بحثیں	:	نام کتاب
ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی پورنوی	:	تالیف
از قلم مؤلف	:	تعارف کتاب
اعظمی گرافس ممبئی - ۹ (9820983557)	:	کمپووزنگ
محمد توفیق احسن برکاتی مصباحی	:	پروف ریڈنگ
	:	تعداد صفحات
	:	سن طباعت
	:	قیمت
برکات رضا فاؤنڈیشن، ممبئی	:	ناشر

تین تاریخی بحثیں

Nafselslam

Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی

منے کے پتے:

ناشر:

برکات رضا فاؤنڈیشن، ممبئی

مباحثہ دوم : موضوع: مسئلہ اذان ثانی جمعہ
 صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی
 و حضرت مولانا معین الدین اجیری
 ۱۵ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ / دسمبر ۱۹۱۶ء
 دارالعلوم عثمانیہ معینیہ، اجیر شریف، راجستان
 تاج العلما مفتی محمد عمر نعیمی مراد آبادی
 ہفت روزہ دبدبہ سکندری، رام پور ۳ رسمبر ۱۹۱۶ء
 نمبر ۲، ج ۵۳، ص ۲۳

مباحثہ سوم : موضوع: ندوۃ العلما
 مجاہد جلیل مولانا قاضی عبدالوحید فردوسی عظیم آبادی
 و شاہ سلیمان پھلواری
 ۱۱ ربیع الاول ۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۸ء
 خانقاہ مجتبیہ، پھلواری شریف، پٹنہ، بہار
 مجاہد جلیل مولانا عبدالوحید فردوسی عظیم آبادی
 ماہ نامہ "تحفہ حنفیہ" عظیم آباد، پٹنہ،
 شمارہ محرم الحرام ۱۳۱۷ھ، ص ۲۳

مشمولات

تعارف کتاب : ڈاکٹر غلام جابر مشش مصباحی پورنوی

مباحثہ اول : موضوع: علم غیب
 صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی
 و مولانا خلیل احمد نسیٹھوی

بتاریخ : ۱۶ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ / ۲۶ دسمبر ۱۹۱۲ء

بمقام : مدرسہ مظاہر العلوم، سہارن پور، دیوبند، یوپی

بقلم : تاج العلما مفتی محمد عمر نعیمی مراد آبادی

بحوالہ : ہفت روزہ "دبدبہ سکندری" رام پور، رفروری ۱۹۳۱ء
 نمبر ۸، ج ۳۹، ص ۲۳

Nafsela

Spreading The True Teachings Of Islam Worldwide

الاہداء

اویس عصر عارف کامل سید شاہ معین الدین نزہت
 (والد ماجد)
 شیخ اجل والکل حضرت مولانا سید شاہ محمد گل قادری
 (استاذ گرامی)
 طاب المولیٰ ثراہما
 کی جنابِ اقدس میں

جن کی پدرانہ شفقتوں اور مریانہ تربیتوں نے بر صیر کے مسلمانوں کو صدر
 الافاضل جیسا سرمایہ ملت کا نگہبان دیا۔

اُن کا سایہ اک تھلی، اُن کا نقش پاچ راغ
 وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

شمسم مصباحی پورنوی

انتساب

اُن حق پرسنلوں کے نام
 اُن حق پسندوں کے نام
 اُن حق بینوں کے نام
 اُن حق آشناویں کے نام
 اُن حق شناسوں کے نام
 اُن حق شعراوں کے نام
 اور ہاں! حق کی حمایت میں جان کی بازی لگانے والے
 اُن جیالوں کے نام
 اُن شہبازوں کے نام
 اُن شاہینوں کے نام
 اُن شہریاروں کے نام
 اُن کج کلاہوں کے نام
 جن کی بے لائگ جدوجہد سے آج دین حق کا چہرہ روشن ہے۔

غلام جابر شمس مصباحی پورنوی

دولت مند، دونوں کو اخلاص کے ساتھ آگے آنے کی ضرورت ہے۔

قبل اس کے کہ آپ اصل مباحث پر نگاہ ڈالیں، مناسب معلوم ہوتا ہے، ہر بحث اور باحث (بحث کرنے والا) کا مختصر تعارف لکھ دوں، جگہ جگہ ہم نے حواشی بھی لکھے ہیں، میری کوشش رہی ہے کہ یہ حواشی ضرورت سے زیادہ طویل نہ ہوں، یہ تعارف، یہ حواشی مقصود تک پہنچنے میں ان شاء اللہ رہنمایا ثابت ہوں گے۔ یہ اس لیے بھی ضروری تھا کہ نئی نسل ان بحثوں کے مضرات سے تقریباً نا بد ہے۔

بحث اول ۱۶ محرم ۱۴۳۳ھ / ۲۶ دسمبر ۱۹۱۳ء کی تاریخ تھی۔ صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی اپنے بعض احباب کے ساتھ لا ہور جاری ہے تھے۔ راستے میں سہارن پور آیا، تو آپ وہاں اُتر گئے اور وہ مدرسہ مظاہر العلوم پہنچ^(۱) جہاں مولانا خلیل احمد نیٹھوی حیدری حدیث و فقہ کے اعلیٰ استاذ تھے۔ صدر الافاضل نے بطور افہام و تفہیم مسئلہ علم غیب پر گفتگو فرمائی۔ یہ گفتگو مولانا نیٹھوی کی کتاب برائیں قاطعہ کے متعلق تھی۔ صدر الافاضل کے خیال میں کتاب مذکور کے بعض مندرجات ایسے تھے جن سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح توہین لازم آتی ہے۔

مثلاً مولانا نیٹھوی نے اپنی کتاب میں ایک عبارت یہ لکھی ہے: شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچے کا بھی علم نہیں۔ (برائیں قاطعہ ص ۵۵) صدر الافاضل نے جواب طلب کیا، مولانا نیٹھوی حوالہ نہ دھا سکے۔ صدر الافاضل نے محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی مدارج النبوة، کی ایک عبارت پڑھ کر بتائی ”ایں سخن یقینے ندارد و روایت بدال صحیح نشدہ است“ اور کہا: محدث دہلوی تو یہ فرمائیں

(۱) نوٹ: صدر الافاضل کے قافلہ میں مفتی محمد عمر نعیمی، مشی شوکت علی رام پوری اور روزنامہ ”سیاست“ لاہور کے ایڈٹر سید حبیب شریک تھے۔ (حوالہ تذکرہ علماء اہل سنت، جلد ۲، ص ۲۵۳)

(۲) ہفت روزہ دبدبہ سکندری، رام پور، ۲۰ فروری ۱۹۱۳ء نمبر ۸، جلد ۲، ص ۵

تعارف کتاب

ضبط کن تاریخ را پائندہ شو

میری اس کتاب میں تین نظریاتی بحثیں ہیں، جو بڑی علمی و تاریخی ہیں اور دل چسپ و چشم کشا بھی۔ یہ اُن کے لیے کار آمد ثابت ہوں گی، جو بر صیر کی اعتقادی و نظریاتی تاریخ سمجھنا چاہتے ہیں۔ یہ بحثیں، جواز قبل نوادرات ہیں، مجھے اس وقت میں، جب میں اپنے مقالہ ڈاکٹریٹ کے لیے قدیم جرائد و رسائل کی گرد جھاڑ رہا تھا۔ دوران مطالعہ میر اطريقہ یہ رہا کہ کام کی جس چیز پر نظر پڑی، مع حوالہ، بلا عنوان اشاریہ تیار کرتا گیا، یوں متعدد موضوعات پر ایک خاصاً ذخیرہ جمع ہو گیا۔ بعد میں موضوع کے تخت ترتیب دے دیا گیا، تو کئی کتابیں تیار ہو گئیں۔ پیش نظر کتاب بھی اس سلسلے کی ایک قیمتی کرٹی ہے۔

زمانہ سمجھتا ہے، علماء حق کی یادیں مٹا دی گئیں، باقیں بھلا دی گئیں، مگر ایسا نہیں ہے۔ اُن کا کردار بھی بالکل مٹا نہیں ہے۔ پرانی کتابوں، رسالوں اور تاریخ میں اُن کے کارنا مے محفوظ ہیں، دھنڈ لے ہی سہی، نشانات باقی ہیں۔ البتہ الیہ یہ ہے، نہ کوئی پارکھ ہے، نہ کوئی کھوجی، کسی کو کیا پڑی ہے، سر کون کھپائے، جان جو حکم میں کو ان ڈالے۔ یہاں تو عالم یہ ہے، اپنا اپنا خیہ، اپنی اپنی ڈفلیاں، اپنا اپنا دائرہ، اپنی اپنی ٹولیاں..... نہ کہیں قومی درد ہے، نہ کسی کو جماعتی مسائل کا احساس، تنگ نظری، نام و روی اور مفاد پرستی کا بازار گرم، آہ! کہیں کچھ اضطراب نہیں! صد آہ!! ہم کسی عیار دنیا کے گرداب میں پہنے ہیں، یہی وہ تمام کچھ ہے، جس نے دین کے سچے داعیوں، ملخص کارکنوں اور حقیقی ترجمانوں کو پس منظر کی طرف ڈھکیل کر رکھ دیا اور بے نشانوں کو پیش منظر لا کھڑا کیا۔ اُنکی کا غبار کھتا ہے، وقت کم ہے اور کام بہت زیادہ، صلاحیت مند اور

اور آپ وہ لکھیں۔ اس کڑی گرفت پر مولانا انیش ٹھوی نے اپنی خیانت کا اقرار کیا۔^(۲) ایسے ہی موقع پر امام احمد رضا نے لکھا ”ان لوگوں (مولانا خلیل وغیرہ) کا کذب بدیہی اول ہے“،^(۱) مفتی محمد عمر نعیمی^(۲) مراد آبادی صدر الافاضل کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے یہ مذاکرہ سُنا، قلم بند کیا اور ہفت روزہ ”دبدبہ سکندری“ رام پور ۳۰ فروری ۱۹۱۳ء میں شائع کرایا۔ مزید براہین قاطع، کاذکر آگے آتا ہے۔

صدر الافاضل:

مولانا سید نعیم الدین ر صفر ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۳ء کو مراد آباد میں پیدا ہوئے، تاریخی نام غلام مصطفیٰ تھا، آٹھ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا، اردو فارسی کی تعلیم اپنے والد حضرت مولانا سید معین الدین نزہت^(۱) سے پائی۔ متوسطات تک حضرت مولانا فضل احمد قادری سے پڑھی، تکمیل درس حضرت شیخ الکل سید شاہ محمد گل قادری سے کی۔ ۱۹۰۶ء کی عمر میں نصاب دینی پورا ہوا، ایک سال فتویٰ نویسی سیکھی، ۱۹۰۷ء کی عمر میں سرپر تابع فضیلت تھی۔ والد ماجد نے یہ قطعہ تاریخ کہا: ہے میرے پسر کو طلباء پر وہ تفضیل سیاروں میں رکھتا ہے جو مرتع فضیلت

- (۱) محمود احمد، مولانا، مکتبات امام احمد رضا، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، ممبئی، ۱۹۹۰ء، ص ۵۶
- (۲) نوٹ: مفتی محمد عمر نعیمی جو تاج العلماء کے لقب سے بھی مشہور ہیں، مراد آباد میں پیدا ہوئے، تمام درسیات صدر الافاضل سے پڑھی، فتویٰ نویسی سیکھی، چودہ سال کی عمر میں فراغت ہوئی۔ امام احمد رضا بریلوی نے آپ کے سرپر دستار فضیلت باندھی، مدرسہ اہل سنت مراد آباد سے مدرسی زندگی کا آغاز کیا، بعد میں جامعہ نعیمیہ کے صدر مدرس ہوئے۔ تحریک شدھی و دیگر تحریکات میں بھر پور جدوجہد کی، ۱۹۱۸ء میں ماہ نامہ ”سوادا عظم“ جاری ہوا، تو اس کے مدیر ہوئے۔ تیس ہند کے بعد پاکستان چلے گئے، جامعہ مظہر سے آرام باغ کراچی میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ آپ نے مخزن بحر العلوم بھی قائم کیا۔ ۱۹۲۹ء کی عمر میں وفات پائی۔ مفتی جنت محمد عمر (۱۳۸۵ھ) تاریخ وصال ہے۔ (تذکرہ علماء اہل سنت، ص ۱۱۸۸ء میں مفتی محمود احمد قادری)

نزہت نعیم الدین کو یہ کہہ کے سنادے
دستار فضیلت کی ہے تاریخ فضیلت (۱۳۲۰ھ)
بعد فاتحہ فراغت درس و افادہ کا کام شروع کیا۔ ۱۳۲۸ھ میں آپ نے خود
ایک دینی درس گاہ قائم کی، جو مدرسہ اہل سنت کے نام سے شہرت رکھتا تھا۔ ۱۳۵۲
میں یہ مدرسہ اہل سنت ”جامعہ نعیمیہ“ میں تبدیل ہو گیا۔ صدر الافاضل کی تربیت اور نظم و
نگرانی میں نامی گرامی علم پیدا ہوئے، جو مشہور آفاق ہوئے۔ باس وجوہ صدر الافاضل
استاذ العلماء کے لقب سے بھی پکارے گئے۔

قلمی خدمات

- (۱) تفسیر خزانہ العرفان علی ترجمۃ کنز الایمان
- (۲) الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ (یہ کتاب ۲۰۰۰ء میں لکھی)
- (۳) طیب البیان رو تقویۃ الایمان
- (۴) اسواط العذاب علی قامع القباب
- (۵) اثتفاقات لدفع التلبيسات (رد المہند علی المفند از خلیل احمد انیش ٹھوی)
- (۶) فرائد النور علی جرائد القبور
- (۷) ارشاد الانام فی محفل المولد والقیام
- (۸) آداب الاخیار
- (۹) مسائل ایصال ثواب
- (۱۰) سیرت صحابہ
- (۱۱) احراق حق
- (۱۲) کتاب العقاد
- (۱۳) زاد الحرمین

رضائے مصطفیٰ، بریلی کے پلیٹ فارم سے اس فتنے کا شدید مقابلہ کیا گیا۔ صدر الافاضل نے آگرہ کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا، یوں علماء حق کی کاؤشوں سے اس بلاک خاتمه ہوا۔ ۱۹۲۵ء میں گرکل کی تحریک شروع ہوئی، تو انہوں نے ”آل انڈیا سُنّت کانفرنس“ کی بنیاد رکھی، صدر دفتر مراد آباد کو قرار دیا گیا، اس کے وہ خود ناظم اعلیٰ تھے۔ پیر جماعت علی شاہ محمد علی پوری (۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء) مستقل صدر تھے۔ یہ کانفرنس اور اس کی کارگزاریاں بر صیر کے سیاسی منظر نامے پر نہایت اثر انداز ثابت ہوئیں۔

آپ جید عالم دین تھے، دوراندیش مفکر و مدرس تھے۔ آپ کا انتقال ۱۳۶۷ھ/۱۹۲۸ء میں ہوا، جامعہ نیجیہ مراد آباد میں مدفن ہے۔

”ملابہشت بریں میں انہیں مکان“، ۷۲ھ مادہ تاریخ وفات ہے۔

۲۷ ۱۳۶۷ھ

مولانا خلیل احمد نیٹھوی:

اوخر صفر ۱۲۶۹ھ/۱۹۱۳ء کو قصبه نانوہ ضلع سہارن پور، جہاں اُن کی نیبھال تھی، میں پیدا ہوئے۔ پانچ سال کی عمر میں اُن کے نانا مولانا مملوک علی نے بسم اللہ کی رسم ادا کرائی، مولانا محمد یعقوب سے کافیہ وغیرہ پڑھی، مولانا محمد مظہر سے درسیات کی تتمیل کی، مولانا فیض الحسن سہارن پوری سے ادب پڑھا۔ ۱۹۱۸ھ/۱۹۱۳ء میں تھصیل علوم سے فارغ ہوئے، بعد فراغت انہوں نے حصول علم کے لیے لاہور کا سفر کیا۔

فارغ ہوئے تو منگلور کے ایک دینی مدرسہ میں ۱۲۹۳ھ کو مدرس ہوئے، پھر بھوپال چلے گئے۔ وہاں کی فضار اس نہ آئی، تو ۱۲۹۴ھ کو سکندر آباد بلند شہر کے مدرسہ میں معلم مقرر ہوئے۔ ۱۲۹۵ھ کو ریاست بہاول پور پاکستان گئے، وہاں ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۹ء تک گیارہ سال رہے۔ بہاول پور کے بعد بریلی میں چند ماہ

- (۱۴) کشف الحجاب
- (۱۵) القول السدید
- (۱۶) سوانح کربلا
- (۱۷) رسالت قوتِ نازله
- (۱۸) ابتدائی**
- (۱۹) پراچین کال
- (۲۰) گلبن غریب نواز
- (۲۱) مجموعہ فتاویٰ
- (۲۲) ریاض نعمیم
- (۲۳) آداب الاخیر فی تنظیم الآثار

صحافت:

۱۹۱۳ء تا ۱۹۱۶ء آپ کے مضامین ”البلاغ“ اور ”الهلال“، میں مستقل چھپتے رہے۔ یہ دونوں جریدے مولانا ابوالکلام آزاد کی ادارت میں نکلا کرتے تھے۔ ”الهلال“ کے قلم کاروں میں شبی نعمانی، حسرت موبانی، سید سلیمان ندوی شامل تھے۔ ۱۹۱۸ء میں آپ نے خود ایک شہری جاری کیا، ”السودا العظیم“ نام تھا، اس میں بلند پایہ مذہبی و سیاسی تحریریں چھپتی تھیں۔ خاکسار کی نظر سے کئی شمارے گزرے ہیں۔

تنظيمی و سیاسی سرگرمیاں:

۱۹۲۲ء اور ۱۳۲۳ھ/۱۹۲۵ء کے درمیان شدید تحریک چلی، تو اس کے دفاع میں صدر الافاضل نے رات و دن اور دشت و صحر ایک کر دیا۔ جماعت

۷۱۴ھ میں انہوں نے اپنے شیخ سے خلافت بھی پائی۔ حاجی امداد اللہ مہاجر کی سے بھی خلافت حاصل تھی۔ ۵ اربيع الآخر ۱۳۳۶ھ کو وفات پائی۔^(۱)

براہین قاطعہ:

مولانا خلیل احمد نے یہ کتاب کیا لکھی، ان کے لیے وابی جان بن گئی، ان کے دین و ایمان کے لیے مستقل آزار ثابت ہو گئی۔ ہوا یہ کہ محبوب اللہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکنی کے ایک مرید خاص بزرگ عالم دین مولانا عبدالasseم^(۲) میرٹھی نے کتاب "انوار ساطعہ" لکھی، جس میں معتقدات و معمولاتِ اہل سنت کو واضح طور پر بیان کیا گیا۔ اس کتاب سے علماء دیوبند تین پا ہو گئے۔ جواب میں مولانا انیشھوی نے "براہین قاطعہ" تصنیف کر ڈالی۔ مولانا رشید احمد گنگوہی نے اس کتاب کی تائید و تصدیق کی، مصنف "براہین قاطعہ" کی پیچھے تھپتھپتی، جب کہ بعض کا خیال ہے، کتاب مولانا گنگوہی کی ہے، مولانا انیشھوی کے نام سے چھپی ہے۔

بہر کیف یہ کتاب ان کی قیام بہاول پور کی ہے، جہاں وہ مدرسہ عربی کے مدرس تھے۔ کتاب مذکور چھپ کر اطراف میں پھیلی، تو پنجاب و سندھ کے اصحاب علم و فقہ بے چین ہو کر اُڑھے، ضغیم اہل سنت مولانا غلام دیگر قصوری نے شدید نوٹس لی، رفتہ (۱) یہ احوال زندگی "تذکرۃ الخلیل" مولفہ مولانا عاشق الہی میرٹھی، مطبوعہ مکتبہ خلیلیہ سہارن پور سے مانوذ ہے۔

(۲) مولانا عبدالasseم بیدل میرٹھی رام پور منیہاراں ضلع سہارن پور میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم کے بعد علماء دہلی مفتی صدر الدین وغیرہ سے اخذ علوم کیا، مرزاغالب سے اصلاح تھن لی، بیدل غاصب فرمایا۔ فکر معاش میں میرٹھ پہنچے، ریس شہر حافظ عبد الکریم کے بیہاں قیام رہا اور درس و تدریس کا مشغله اپنایا۔ خدا ترس عالم دین اور صاحب احوال بزرگ تھے۔ نور ایمان، راحت قلوب، بہار جنت، مظہر حق، سلسیل اور انوار ساطعہ آپ کی قلمی یادگار ہیں۔ محبوب اللہ شاہ حاجی امداد اللہ مہاجر کی سے بیعت کا شرف حاصل تھا۔ اسی نوے برس کے درمیان عمر بیانی، میرٹھ میں انتقال ہوا۔ قبرستان شاہ ولایت میں آپ کا مرقد ہے۔ (بکوالہ تذکرہ علماء اہل سنت، از: مفتی محمود احمد قادری، ص ۱۶۷)

گزارے، ۱۳۰۸ھ میں دارالعلوم دیوبند گئے، جہاں وہ ۱۳۱۲ھ تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ۱۳۱۲ھ میں ان کے خلاف وہاں شدید اختلاف ہوا، چنانچہ وہاں سے مستغفی ہو کر مدرسہ مظاہر العلوم جو ان کا مادر علمی بھی تھا، چلے آئے اور یہاں مسلسل ۳۱ رسال رہے۔ یہ تمام تقریرو تبادلہ مولانا رشید احمد گنگوہی کے اشارے سے ہوتا تھا۔

تصانیف:

- (۱) بذل الجہود شرح سنن ابو داؤد (یہ کتاب انہوں نے دس سال پانچ ماہ میں لکھی، ۷۰۔ ۸۰ کتابیں سامنے تپائی پر رکھی رہتی تھیں، تین چار طالب علم مددگار تھے)
- (۲) مطرقة الکرامۃ (رد الشیعیت)
- (۳) غنیۃ المناسک (مسائل حج)
- (۴) اتمام النعم
- (۵) ہدایا الرشید
- (۶) رسالہ تشیط الاذان
- (۷) براہین قاطعہ
- (۸) المہند علی المفند^(۱)

بیعت و خلافت:

مولانا سید احمد گنگوہی جو قطب گنگوہ کہلائے جاتے تھے، کی بیعت کی۔

(۱) مولانا خلیل احمد انیشھوی کی براہین قاطعہ یہ وہ کتاب ہے جس نے ہند سے عرب تک ساری علمی فضا کو ان کے خلاف ناہموار کر دیا۔ اس ناہمواری کو دور کرنے کے لیے انہوں نے "المہند علی المفند" تحریر فرمائی، مگر مطلع صاف نہ ہوسکا۔ اس تعلق سے ایک اہم خط کتاب کے اخیر میں درج کیا گیا ہے جو "المہند" کے **ہدایہ** کے حالات پر روشنی ڈالتا ہے، یہ خط شیخ الدلائل مولانا شاہ عبد الحق الآبادی مہاجر کی کا ہے۔ (شمیں مصباحی)

قصوری^(۱) مناظر اہل سنت منتخب ہوئے، شمس المشائخ خواجہ غلام فرید^(۲) سجادہ نشین خانقاہ چاچڑا شریف حکم نامزد ہوئے۔ ۳ رشوال ۱۳۰۶ھ کو مناظرہ ہوا، طویل مذاکروہ و مناظرہ کے اختتام پر مناظرہ کے حکم شمس المشائخ خواجہ غلام فرید نے یہ فیصلہ لکھا:

”مؤلف برائین قاطعہ مع اپنے معاونین کے وہابی ہیں اور اہل سنت سے خارج ہیں۔“ اور نواب ریاست نے مولانا خلیل مع معاونین کو ریاست چھوڑنے کا حکم فرمایا۔ بعض علماء دیوبند نے اس فیصلے کو جانب دارانہ قرار دیا مگر دیگر اپنی راہ انحراف پر ہی گامزن رہے۔

۷ اکتوبر ۱۳۰۶ھ کو مولانا قصوری عازم حج بیت اللہ ہوئے، راستے میں آپ نے رواد ممناظرہ کو عربی میں منتقل کیا اور علماء جزا کے سامنے پیش کی۔ علماء حرمین نے مولانا قصوری کی تاسید و تصدیق کی۔ اُن کی کتاب ”تفذیلیں الوکیل“، جودراصل رواد ممناظرہ ہے، پر گراں قدر تقریظیں لکھیں، بعض علماء حرمین کے اسماء ہیں:

(۱) شیخ اہل سنت مولانا غلام دیگر قصوری، مجلہ بی بی ای اندر وون موچی دروازہ لاہور میں پیدا ہوئے، حضرت مولانا غلام حبی الدین قصوری دائم الحضوری نے علم شریعت و طریقت اور سلوک کی تعلیم دی، تکمیل سلوک و مجاہدہ کے بعد خلافت بھی دی، علماء پنجاب میں آپ ممتاز شان و صلاحیت کے مالک تھے، روہاہیت میں پیش پیش رہے، تصاویر میں تحریف القرآن، مخزن عقائد نوری، رجم الشیاطین، تحفہ دیگریہ، عمدۃ الابیان، ہدیۃ الشیعیتین اور تقدیلیں الوکیل قابل ذکر ہیں، ۱۳۱۵ھ میں وفات ہوئی، قصوری میں مدفن ہے، ایک دفعہ امام احمد رضا بریلوی کو پنجاب آنے کی دعوت دی گئی تو مولانا قصوری کے تعلق سے فرمایا: وہاپیوں کے سرکوب مولانا غلام دیگر قصوری کے ہوتے ہوئے مجھے آنے کی ضرورت نہیں۔ (بحوالہ التذکرہ علماء اہل سنت، لاہور، از علامہ اقبال احمد فاروقی)

(۲) شمس المشائخ خواجہ غلام فرید ۲۶ ربیعہ ۱۴۲۱ھ / ۱۸۲۵ء کو چاچڑا شریف تحصیل خان پور میں تولد ہوئے، ۷ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء میں وصال ہوا۔ عابد مرتاب، صاحب باطن اور پھر گوش اس عرصہ، ان کے متعلق حکیم الامت ڈاکٹر اقبال کا یہیر بیمار کہا: جس قوم میں خواجہ غلام فرید اور اس کی شاعری موجود ہے اس وقت میں عشق و محبت کانہ ہونا تجھب انگیز ہے۔ (بحوالہ التذکرہ کار السعید پر اپنی جماعت کے پانچ علماء کے حضور حاضر ہوئے۔ مولانا غلام دیگر ہاشمی

رفتہ یہ علمی پچھے می گوئیاں نواب ریاست محمود عباسی تک پانچ گنیں، کتاب مذکور کی جن عبارتوں پر علماء اہل سنت کو اعتراض تھا، اُن میں سے چند یہ ہیں:

۱) مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ

۲) مسئلہ امکان نظیر سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۳) نبی کریم کا علم شیطان کے علم سے بھی کمرت ہے

۴) تمام بني آدم بشر ہونے میں برابر ہیں

۵) میلاد و قیام اور ایصالی ثواب بدعت ہے
(بحوالہ تقدیلیں الوکیل عن توہین الرشید والخلیل)

یہ عبارتیں نہ صرف جارحانہ ہیں، بلکہ اسلامی عقیدوں کے بالکل بر عکس ہیں۔

ان عبارات والفاظ سے کسی بھی صاحب ایمان کا مضطرب ہو جانا بجائے خود تقاضائے ایمان ہے۔ چنانچہ نواب بہاول پوری کے زیر اہتمام **وضوح حق** کے لیے مناظرہ ہونا قرار پایا۔ اس سے پہلے محبوب اللہ شاہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی جو با اثر عالم و روحانی شخصیت کے مالک تھے، نے ”فیصلہ هفت مسئلہ“ تصنیف فرمایا کہ اس اختلافی فضا کو ختم کرنا چاہتا تھا، مگر مولانا گنگوہی اور مولانا خلیل نے اُن کی ایک نہ مانی۔

مناظرہ بہاولپور:

اعتقادی دنیا میں یہ مناظرہ بڑی اہمیت کا حامل ہے، اس کے قضایا رمضان ۱۳۰۶ھ میں مرتب ہوئے۔ مولانا انیٹھوی جو رمضان کی رخصت پر تھے، نواب کی طلبی پر اپنی جماعت کے پانچ علماء کے حضور حاضر ہوئے۔ مولانا غلام دیگر ہاشمی

حضرت مولانا رحمت اللہ کیر انوی نے ”تقدیس الوکیل“ کے علاوہ حضرت مولانا عبدالسیع میرٹھی کی ”انوار ساطع“ پر تقریظ لکھی ہے۔ دونوں تقریظوں میں مولانا کیر انوی نے علماء دیوبند کے ارشادات ہرگز نہ سینیں اور نہ ان کی کتابیں پڑھیں۔ تقدیس الوکیل پر ان کی تقریظ کا یہ جملہ بڑا ہی معنی خیز ہے ”میں مولوی رشید سمجھتا تھا، مگر میرے گمان کے خلاف وہ کچھ اور ہی نکلے۔“^(۱)

بحث دوم:

موضوع ہے، مسئلہ اذان ثانی جمعہ، ۱۵ ارمجم ۱۳۳۵ھ کی تاریخ تھی، صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی دارالخیر اجیر حاضر آستانہ ہوئے۔ بعد فاتحہ آستان بوسی دارالعلوم عثمانیہ معینیہ^(۲) پہنچے، دارالعلوم کے صدر المدرسین حضرت مولانا معین الدین اجیری سے موضوع مذکور گفتگو ہوئی۔ پانچ گھنٹے تک ہوئی یہ طویل علمی گفتگو ایک مباحثہ کی شکل اختیار کر گئی۔ تاج العلما مفتی محمد عمر نعیمی مراد آبادی جو بزمِ اعلیٰ ”میں آرام فرمائیں۔ (بحوالہ: سہ ماہی افکار رضا، مبینی، شمارہ جنوری تا جون ۲۰۰۲ء تاخیصاً مضمون اس سید علیم اشرف جائی شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

(۱) غلام دیگر قصوری، مولانا، تقدیس الوکیل، نوری یک ڈپو، لاہور، ص ۲۱۵

(۲) قاطع نجدیت شیخ الاسلام مولانا انوار اللہ فاروقی حیدر آبادی اور تاجدارِ دکن میر عثمان علی نظر آصف صالح شوال ۱۳۳۳ھ میں اجیر معلیٰ حاضر آئے، میر عثمان علی جو شیخ الاسلام کے شاگرد بھی تھے، کو شیخ الاسلام نے مشورہ دیا کہ درگاہ معلیٰ میں ایک دارالعلوم قائم کیا جائے، چنانچہ شیخ الاسلام ہی کی سرپرستی میں اندر ورنی درگاہ محل خانہ میں دارالعلوم قائم ہوا، مدرسہ معینیہ، جس میں مولانا معین الدین اجیری پڑھاتے تھے، وہ اور خدام درگاہ کا ”مکتب فخریہ“ جو باہ پہلے سے جاری تھا یہ باہم مشورہ سے دونوں کو دارالعلوم میں ضم کر دیا گیا اور نیا نام ”دارالعلوم عثمانیہ“ تجویز ہوا۔ مولانا عین الدین اجیری دارالعلوم کے اقلین صدر المدرسین مقرر ہوئے۔ صدر الشریعہ مولانا مجید علی اعظمی اور مولانا شاہ مشتق احمد کان پوری کے دور صدارت یہ دارالعلوم عروج و شباب پر تھا۔ قابل تین افراد پیدا ہوئے۔ (بحوالہ ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، ستمبر ۲۰۰۰ء، مضمون مولانا مبارک مصباحی)

- ۱) مولانا رحمت اللہ کیر انوی مہاجر مکنی^(۱) بانی مدرسہ صولتیہ، مکّہ مکرہ
- ۲) محبوب اللہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکنی، مصنف ”فیصلہ ہفت مسئلہ“
- ۳) مولانا شیخ محمد صالح کمال مکنی، مفتی حفیہ مکّہ مکرہ
- ۴) شیخ محمد سعید، مفتی شافعیہ شیخ العلماء مکّہ مکرہ
- ۵) شیخ محمد عبدالدین محمد حسین، مفتی مالکیہ، مکّہ مکرہ
- ۶) شیخ غلف بن ابراہیم، مفتی حنبلی مکّہ مکرہ
- ۷) شیخ علام بن عبد السلام اغستانی، مفتی حفیہ مدینہ منورہ

ذکر خواجہ غلام فرید، از مولانا فیض احمد اویسی، مکتبہ اویسیہ بہاولپور، ۱۳۷۵ھ، ص ۵۲)

- (۱) حضرت مولانا رحمت اللہ کیر انوی ۱۳۳۳ھ / ۱۸۱۸ء میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم خاندانی بزرگوں سے لی، ۱۲ ارسال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا، شیخ محمد حیات سے دہلی آکر تکمیل علوم کی، ۱۸۳۵ء اور ۱۸۴۲ء میں وہ مہاجر جہہ ہندو را دہلی میں مشی و میرنشی مقرر ہوئے، جہاں ان کے والد بھی ملازمت کیا کرتے تھے، پھر جلد ہی مولانا دہلی سے کیرانہ تشریف لے آئے اور ایک مسجد میں درس و افادہ کی منصب پچھائی، مولانا عبدالسیع بیدل رام پوری، شاہ ابوالخیر عبدالوہاب دیلوی، مولانا نور محمد امترسی کے علاوہ کئی مشاہیر آپ کے تلامذہ میں ہیں۔ جرسن پادری سی جی فنڈر ہندوستان آیا، آگرہ کو اپنا مستقر بنایا، وہیں سے اپنی کتاب ”میزان الحق“ کا اردو ترجمہ شائع کرایا، کئی مسلم علماء جواب دیتے رہے، مگر پادری فنڈر کی بدگونی جاری ہی رہی، بالآخر مولانا کیر انوی نے ۱۹۰۱ء اپریل ۱۸۵۲ء کو آگرہ میں فنڈر سے مناظرہ کیا اور واضح فتح و برتری حاصل کی۔ جس کی پاداش میں آپ کو بیہاں سے بھرت کرنا پڑی، مکّہ مکرہ پہنچے، شیخ زینی دھلان سے ملے، مکلتہ کی ایک محیّ خاتون صولت النساء بیگم کے مال تعاون سے وہاں آپ نے ”درسہ صولتیہ“ قائم کیا، اس کا افتتاح ۱۲ ربیعہ ۱۲۹۱ھ کو ہوا، خلق کثیر نے اس سے خوب قیض اٹھایا، شیخ زینی دھلان اور سلطان ترکی کی فرمائش سے آپ نے مناظرہ آگرہ کی رواداد ”اظہار الحق“ کے نام قلبند کی، باب عالی ترکی نے آپ کو تمغہ ”تحفہ مجیدیہ“ سے سرفراز کیا۔ ”اظہار الحق“، کو عالم گیر شہرت حاصل ہوئی، مختلف زبانوں میں اس کے متعدد ایڈیشن نکلے، قریب ڈیڑھ درجمن علمی کتابیں آپ کی یادگار ہیں، آپ خاص اہل سُنت کے بزرگ تھے، مگر آپ کی بہم گیر شہرت و شخصیت سے فائدہ ان لوگوں نے اٹھایا جو آپ کے ہم عقیدہ نہیں تھے۔ ۲۳ رمضان ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۱ء میں آپ کو وصال ہوا، مکہ کے مشہور قبرستان ”جنت

مقابل دروازہ مسجد پر ہوتی تھی، یہی سُفت ہے۔^(۱)
حضرت مولانا معین الدین اجمیری داخل مسجد کہتے، لکھتے تھے۔ اس مسئلے پر انہوں نے ایک رسالے میں تحریر فرمایا تھا، جو بنام ”القول الاظهر فيما يتعلق بالاذان عند المنبر“^(۲) ۱۳۳۳ھ میں چھپا تھا۔

خیر اس بحث میں بھی صدر الافاضل کا حکیمانہ و مدلل اسلوب گفتگو غالب و کامیاب دکھائی دیتا ہے، تفصیل اصل بحث میں ملاحظہ کریں۔ اجمیر پاک میں ہوئی اس بحث پر یہاں چند تبصرے کی طرف اشارے کرنا چاہوں گا۔

فضل شاہ پوری کا تبصرہ:

صدر الافاضل اور صدر المدرسین کے درمیان ہوئے اس مباحثے پر حضرت مولانا محمد علی الطہری تلمذ خاص علامہ ہدایت اللہ رام پوری کا تبصرہ خاصی اہمیت کا حامل ہے، اس تبصرے کے چند جملے نقل کیے جاتے ہیں، تبصرہ نگار لکھتے ہیں:

”گرامی قدر صدر المدرسین کا باوجو داطناب کلام و مزید تعددی بلا ضرورت نام و بلا نیل و مرام رہ جانا، کیوں؟ افسوس ناک مطالعہ نہیں، جبکہ فوائے سوال دلالت کرتا ہے کہ اذان خطبہ اندر مسجد خلاف محل و ناقابل عمل ہے، جس پر روایت ”لا یوذن فی المسجد“ دلیل اول ہے۔

تفصیلی روایت سے خاموش ہے، البتہ شاہی امداد پانے والے مدارس میں سرفہrst ہے۔ (شمس مصباحی)

(۱) احمد رضا خان، امام، فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ، رضا فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۹۵ء، ۱۴۰۵ھ، ۶۷۰ ص ۲

(۲) ہفت روزہ ”دببة سکندری“، رام پور، ۱۸ امریکی ۱۹۱۲ء ص ۳

(۲) صفحہ کا یہ رسالہ ایک استفتہ کا جواب ہے، جس میں مستقی کا نام نہ کوئی نہیں ہے، ص ۲۵ پر صرف ایک تصدیق ہے، جو پیر محمد نخدوم حسینی قادری نے کی ہے، رسالہ کا انداز تحریر علمی نہیں ہے، بہر کیف حضرت مولانا اجمیری تمام اذان کو خارج مسجد ہی مانتے ہیں، انہیں صرف اختلاف خطبہ جمعہ کی اذان ثانی میں ہے۔ آپ لکھتے ہیں: اذان ثانی یہم جمعہ نفقی کی رو سے امام کے سامنے داخل مسجد قریب منبر ہونا

بحث میں موجود تھے، نے من و عن اُسے لکھا اور ۳ دسمبر ۱۹۱۶ء کو ہفت روزہ ”دببة سکندری“، رام پور میں شائع ہوا، یوں یہ ایک عینی شاہد کی تحریر ہے۔ صدر الافاضل کا اجمالی تعارف گزر چکا ہے۔ تو چوں کہ یہاں حضرت مولانا معین الدین اجمیری کا تعارف پیش کیا جانا چاہیے تھا، مگر افسوس کہ اُن کی زندگی کے احوال تک میری رسائی نہیں، محض اتنا معلوم ہو سکا، وہ مشہور عالم اہل سُفت تھے اور امام احمد رضا کے سیاسی حریف۔ ۱۳۳۰ھ سے پہلے ہی سے ”مدرسه معینیہ“ اجمیر معلیٰ میں وہ اپنا علمی دربار سجائے ہوئے تھے۔ ۱۳۳۰ھ میں جب وہاں دارالعلوم عثمانیہ معینیہ جس کے قیام میں اُن کی کاؤش و قربانی بھی شامل تھی، قائم ہوا تو وہ اس کے پہلے صدر المدرسین منتخب ہوئے۔ ذی الحجه ۷ ۱۳۳۲ھ میں سخت اختلاف ہوا، تو وہ اس سے مستغفی ہو گئے، پھر ایک عرصے بعد ۱۳۳۵ھ میں دوبارہ اس منصب پر فائز ہوئے اور جلد ہی تاج دار دکن کے حکم سے دست بردار ہو گئے۔

جمعہ کی اذان ثانی کہاں ہو؟ خارج مسجد یا داخل مسجد۔ اس مسئلے میں علماء مختصین کا موقف خارج مسجد ہے۔ امام احمد رضا بریلوی نہ صرف اس موقف کے قائل تھے بلکہ اس کے وہ سرگرم پرچارک بھی تھے۔ اس موضوع پر اُن کی کئی کتابیں ہیں، جو طاقت ور دلیلوں سے مالا مال ہیں۔ صدر الافاضل بھی اسی موقف کے حامی وداعی اور مصدق تھے۔ امام احمد رضا سے کیا گیا اُن کا ایک استفتہ بھی ملتا ہے^(۱) اور اُن کی تصدیق کے الفاظ درج ذیل ہیں:

”اذان خطبہ و نیز تمام اذانیں خارج مسجد ہوں، کتب فقہ میں تصریح ہے لا یوذن فی المسجد اور ابو داؤد کی روایت سے واضح ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ اقدس میں اذان خطبہ خطیب کے نوٹ: شیخ الاسلام کی شخصیت و علوم و خدمات پر لکھی گئی ڈاکٹر عبدالجید کی تھیس دارالعلوم کے قیام کی اس

ایک آل رسول کی شہادت:

سید شاہ نور محمد خادم آستانہ اجمیر پاک ۱۵ محرم مجلسِ مذاکرہ میں شریک تھے، یوں وہ ایک دوسرے عینی شاہد ہوئے۔ اس تعلق سے اُن کا بیان میں بر صداقت معلوم ہوتا ہے، جو یہاں بحنسہ نقل کیا جاتا ہے۔ سید والا نے لکھا ہے:

”چند ماہ زیادہ ہوئے کہ جناب مولوی معین الدین صاحب مدرسہ اجمیر شریف اور مولانا مولوی حکیم نعیم الدین صاحب مدرس و مہتمم مدرسہ اہل سنت مراد آباد کے درمیان مدرسہ معینیہ اجمیر شریف میں اذانِ ثانی جمعہ کے متعلق کئی گھنٹے گفتگو ہی تھی۔ اُول الذکر صاحب نہایت تشدد اور غضب ناک اور تعلیٰ آمیز فقرات سے آخر تک کام لیتے رہے، برخلاف اس کے مولانا مولوی حکیم نعیم الدین صاحب نہایت درجہ حلم و بردباری سے سوال و جواب کرتے رہے۔ مدرس اُول صاحب مدرسہ معینیہ اجمیر شریف نے کوئی مسکت جواب تو درکنار، آخر وقت تک ایک بھی ایسا جواب نہ دیا جس سے اُن کا مدعایا پوری طرح ثابت ہوتا، یا سائل کے سوال کا معقول جواب کہلایا جاسکتا۔ مدرس اُول مدرسہ معینیہ اجمیر شریف کے آخر تک غصہ ناک، لب و لہجہ سے ہر شریک جلسہ کو جو طلب حق کے لیے سراپا گوش بنا ہوا تھا، یہی ثابت ہوا کہ اُول الذکر مولوی صاحب لا جواب ہو کر دفع الوقت کی غرض سے اپنے تشدد و تفہیض سے کام لے رہے ہیں۔ خاکسارِ رقم اس جلسہ مناظرہ میں اُول سے آخر تک شریک تھا، اس کی پوری تفصیلی کیفیت ایک صاحب (مفتقِ محمد عمر نعیمی) مناظرہ کے اشاعت العلیم جو ہیں (اڑاؤں سے) بولہ رہ چکے ہیں معلم (بیت شکرانج مصلحت پکے ہیں) (شکن ہماجی)

فحوائے جواب از قسم غم ولا سے ساکت، پس تطویل لا طائل و مداعے جواب غیر ثابت، اس خصوص میں کاش اگر جناب صدر المدرسین صاحب اپنے عدم ملاحظہ تصریح کا اقرار فرماتے، تو بلا شک یہاں اقرار عدم العلم دلیل کمال العلم اپنا نورانی جلوہ نمایاں کرتا۔“^(۱)

مولانا محی الدین اجمیری کی تردید:

مولانا محی الدین حضرت مولانا معین الدین اجمیری کے حقیقی بھائی تھے۔ اس وقت وہ دارالعلوم میں زیر تعلیم تھے۔ انہوں نے ایک مضمون لکھا، جو اپنے بھائی و استاذ کی حماوت و صفائی میں تھا۔ اُن کا یہ مضمون ۲۳ اپریل ۱۹۶۱ء کو ”د بدجہ سکندری“، رام پور میں اس بحث کے قریب پانچ دن بعد شائع ہوا، تو حضرت مولانا عبدالخالق صاحب نے اس پر تنقید فرمائی۔

مولانا عبدالخالق کی تنقید: وہ رقم طراز ہیں:

”درحقیقت یہ تحریر (مضمون مولانا محی الدین مطبوعہ ۲۳ اپریل) مولانا معین الدین صاحب کے عجز کی تصدیق اور ان کی مجبوری کی دوسری دلیل ہے اُن کا تمام بحث کو چھوڑ کر ان فضولیات کو دلیل بنانا مولانا معین الدین صاحب کے عجز کی ایک دلیل بین ہے۔ مولوی محی الدین صاحب نے پانچ گھنٹے کے مباحثہ کو دو چار لفظوں میں محدود کر کے واقعات پر پرده ڈالنا چاہا ہے، اگر وہ ایسا نہ کرتے تو اپنے بھائی کی اعانت بھی ممکن نہ تھی۔“^(۲)

چاہیے، جیسا کہ تمام دنیا میں اس پر عمل درآمد ہے، البتہ نماز پنجگانہ کے لیے اذان خارج مسجد ہونا چاہیے۔ (رسالہ مذکور ص ۱۳۳۳ھ میں ان کا یہ رسالہ چھپا تھا، اب ایک عرصہ بعد ۲۰۰۰ء میں مجلس

بحث سوم:

موضوع ندوہ العلماء ہے، ۱۳۱۶ھ کی تاریخ تھی، شاہ بدر الدین پھلواروی^(۱) کے فرزند شاہ محب اللہ قادری^(۲) کی شادی تھی۔ مجاہد جلیل مولانا قاضی عبدالوحید فردوسی، میر نور الحسین^(۳) میر محمد کلیم^(۴) اور میر امیر جان روسائے پٹنہ تقریب شادی میں شرکت کے لیے پھلواری حاضر ہوئے۔ قاضی صاحب ندوہ کے نظریات اور اس کے طریقہ کار سے جس شدت سے پیزار تھے، شاہ سلیمان پھلواروی اسی شدت کے ساتھ ندوہ کے حامی اور رکن رکین تھے، اس تعلق سے دونوں میں شکر رنجیاں تھیں۔ میر نور الحسین پٹنہ نے تحریک کی کہ دونوں باہم گفتگو کر کے اتفاق کر لیں، خانقاہ پھلواری کے تحفہ حفیہ، عظیم آباد سے چھپا تھا۔ امام احمد رضا کی تصدیق کے ساتھ اب یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجیم جلد ۷، طبع لاہور، ۱۹۹۳ء میں بھی شامل ہے، جس میں امہات کتب سے قریب ۹۵ روپیلیں دی گئی ہیں (شمس مصباحی)

(۲) ”دبدبہ سکندری“، رام پور، رجولائی ۱۹۷۱ء نمبر ۳۶، جلد ۵۳، ص ۸

(۱) خانقاہ مجتبیہ پھلواری شریف پٹنہ سے ۱۳۱۶ھ کلومیٹر پچھم میں، مسلمانوں کے ایک گھنے علاقہ میں ہے، اس خانقاہ کو ۱۳۱۵ھ/۱۹۰۵ء میں شاہ محمد مجتبی اللہ قادری نے قائم کیا، ان کے اخلاف میں شاہ بدر الدین کو ۱۹۱۵ء میں شمس العلماء کا خطاب ملا، تحریک موالات ۱۹۱۹ء کے ہنگامی وقت میں انہوں نے یہ خطاب حکومت برطانیہ کو واپس کر دیا، ۱۹۲۱ء میں ”امارت شرعیہ“ کی تشكیل ہوئی، تو آپ اس کے پہلے امیر بنائے گئے۔ (بحوالہ بہار کے مسلم خواص از علی اشرف نقی رحیم، مطبوعہ خدا بخش لاہوری، پٹنہ ۱۹۹۶ء، ص ۲۷۔ ۱۷) شاہ بدر الدین پھلواروی ”ندوہ العلماء“ کے اصول و نظریات سے تنفس تھے۔ (بحوالہ روڈ جلسہ اہل سُنت پٹنہ ۱۳۱۸ھ مطبع تحفہ حفیہ، ص ۱۲۲) شاہ بدر الدین نے علماء ندوہ کو صاف لکھا تھا: جب تک ندوہ اپنی اصلاح احوال اور مفاسد کو دور نہیں کرتا میری شرکت نہیں ہوگی، مکتوب شاہ بدر الدین بنام قاضی عبدالوحید (بحوالہ) (الف) مرآۃ الندوۃ، مطبع محمدی، پٹنہ، ص ۲۸ (ب) فلک فتنہ از بہار و پٹنہ، مطبوعہ برلنی، ص ۱۲)

(۲) شاہ محب اللہ قادری نے جلسہ اہل سُنت پٹنہ ۱۳۱۸ھ میں شرکت کی اور اصلاح مفاسد ندوہ میں حصہ لیا (بحوالہ روڈ اجلسہ اہل سُنت پٹنہ، ۱۳۱۸ھ ص ۱۶۰)

(۳) سید نور الحسین محلہ میدان شاہ فصاحت پٹنہ کے رکیس تھے، ندوہ سے متعلق ان کا تصدیق جملہ یہ

بعد اس کے برخلاف مولوی محب الدین صاحب طالب علم مدرسہ معینیہ جو مدرس اول صاحب کے حقیقی برادر ہیں ”دبدبہ سکندری“، میں اپنی تحریر شائع کرائے مولانا مولوی نعیم الدین صاحب کا ساکت ہونا تحریر کرتے ہیں۔ مگر بالکل خلاف واقعہ ہے۔ اتفاق وقت سے جلسہ مناظرہ میں جناب مولانا مولوی احمد حسین رام پوری^(۱) نمبر کمیٹی مدرسہ معینیہ بھی موجود تھے۔ گفتگو کی مفصل کیفیت ان سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہے۔ اُن کی خدمت میں گزارش کی جائے کہ وہ ”دبدبہ سکندری“ کے آئندہ کسی نمبر میں اس مناظرہ کی پوری کیفیت شائع کرائے اہل سُنت کو مطلع کریں گے، (۲)

(۱) ہفت روزہ ”دبدبہ سکندری“، رام پور، ۱۲ ابریل ۱۹۷۱ء، نمبر ۲۰، جلد ۵۳، ص ۶

(۱) ہفت روزہ ”دبدبہ سکندری“، رام پور، ۲۱ مئی ۱۹۷۱ء، ص ۷

(۱) مولانا احمد حسین رام پوری ایک دفعہ اجیمیر میں تھے، یہ وہ زمانہ تھا کہ جنگ بلقان جاری تھی، مسجد صندل خانہ درگاہ معلیٰ کے امام قاری غلام نبی احمد دفع بلا کے لیے نماز فجر میں ”قتوت نازلہ“ پڑھی، مولانا معین الدین اجیمیری نے عدم جواز کافتوئی دیا، مولانا رام پوری نے انہیں درختار اور کبیری سے حوالہ دکھائے گئے وہ نہ مانے، مولانا رام پوری نے بذریعہ سوال امام احمد رضا سے وضاحت چاہی، امام احمد رضا نے حضرت نواب مزار سے جواب لکھا، جو جواز پر ہے۔ یہ سوال و جواب ”دبدبہ سکندری“ ۲۸ اپریل ۱۹۱۳ء میں دیکھا جاسکتا ہے۔ قتوت نازلہ کے جواز پر جمیع الاسلام مولانا احمد رضا کا رسالہ ہے ”اجتناب العمل عن فتاوی الجہاں“ یہ مذکون کے سوال کے جواب میں لکھا گیا، ۱۳۲۰ھ میں ”مطبع

کی تحریر میں کوئی اتفاق پیچ نہیں۔ ٹھیک خصلت اور سلیم فطرت تھے، جرأت مندا اور دولت مند تھے، اظہار حق بے رور عایت کر دیتے تھے۔ دین کے دردمند اور ہی خواہ اہل سُنت تھے، بلکہ حُسْنِ اہل سُنت تھے۔ عمر تھوڑی پائی مگر اس تھوڑی مدتِ حیات میں بڑے بڑے معروکے سر کیے۔ اُن کی زندگی کے چار کام اہم گئے جاتے ہیں، مدرسہ حنفیہ کا قیام، ماہ نامہ مخزنِ تحقیق جو تحفہ حنفیہ سے معروف ہوا کا اجراء، مطبع حنفیہ کا قیام و اہتمام اور دین میں مدعاہت کرنے والوں کے خلاف کھلا اعلان جنگ۔

مدرسہ حنفیہ:

عظمیم آباد میں ۷۱۳ھ کو قائم ہوا، اس کی افتتاحی تقریب میں ملک کے ممتاز علماء شریک ہوئے، حسب ذیل اسما خصوصیت سے قابل ذکر ہیں:

- (۱) تاج الفحول مولانا عبد القادر بدایوی (۱۲۵۳ھ-۱۳۱۹ھ)
- (۲) امام احمد رضا خان بریلوی (۱۲۷۲ھ-۱۳۳۰ھ)
- (۳) مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی (۱۸۳۶ء-۱۹۱۶ء)
- (۴) مولانا حکیم عبدالقيوم بدایوی (۱۲۸۲ھ-۱۳۱۸ھ)

مدرسہ کے پہلے مدرس شاہ محدث سورتی منتخب ہوئے۔ یہ انتخاب قاضی صاحب کی دعوت اور علاما کی فرمائش سے عمل میں آیا۔ مدرسہ کے مصارف قاضی صاحب خود اپنی جیبِ خاص سے پورا کرتے تھے۔ جزوی تعاون دوسروں کا بھی تھا، مدرسہ کی زمین و مکان اُن کے والد ماجد قاضی عبدالحمید نے وقف کی تھی، زر کثیر سے امداد بھی کی تھی۔

(۵) سید محمد کلیم محلہ باغ کالو خان پٹنہ کے رئیس تھے، انہوں نے لکھا ہے: میں قطعاً مختلف ندوہ ہوں، یہ جلسہ تینی برگمری ہی ہے۔ (بحوالہ مکتوبات علماء از سید عبدالکریم، مطبع اہل سُنت و جماعت بریلی، ص ۹۵)

درس مولانا عبد الرحمن خانقاہی اور دیگر حاضرین موجودین نے بھی فضای ہموار کی۔ بعد نمازِ مغرب خانقاہ کے سہ درہ میں گفتگو شروع ہوئی، سلسلہ کلام میں تخلیاں بھی پیدا ہوئیں، نوبت مباهله و مناظرہ تک پہنچی۔ قاضی صاحب نے جرأت مردانہ دکھائی، مباهله کے لیے خود کو پیش کر دیا، مناظرہ کے لیے تیار ہوئے، لیکن شاہ سلیمان سخن سازی کرتے رہے اور اپنے دعوؤں سے کترائے۔ جب کہ مباهله و مناظرہ کی پیش کش خود شاہ سلیمان نے کی تھی۔ رو ساو معزز زین اور مولانا عبد الرحمن خانقاہی کو شاہ سلیمان کی یہ روش پسند نہیں آئی اور افسوس کا اظہار کیا کہ بات صاف نہ ہو سکی۔ قاضی صاحب کے قلم سے یہ مکالمہ ضبط تحریر میں آیا اور ”تحفہ حنفیہ“ شمارہ محرم ۷۱۳ھ میں شائع ہوا۔

مجاہدِ حلیل مولانا عبد الوہید فردوسی:

قاضی صاحب ۱۲۸۹ھ کو شہر عظیم آباد میں پیدا ہوئے۔ تاریخی نام ”منظور الینی“ تھا، عالم، فاضل، دین دار، متمول، ریسِ شہر تھے۔ قاضی صاحب کا سلسلہ نسب حضرت امام محمد معروف بـ تاج فقیہ سے ملتا ہے، جو عرب سے آ کر فاتح منیر شریف کھلائے۔ ان کی نسل میں علماء، عرفاء، صلحاء اور بڑے بڑے جاں باز پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم کے بعد مولانا شاہ سید عبدالعزیز چشتی صابری انبیٹھوی سے درسیات پڑھیں۔ سید صابری صاحب شمس العلامہ مولانا عبد الرحمن خیر آبادی کے خاص شاگرد تھے۔ انگریزی میں ایف۔ اے کیا، امتیازی نمبروں سے کامیابی ملی۔ والد ماجد قاضی عبدالحمید اور خاندان کے دوسرے بزرگ انہیں انگلینڈ بھیجا چاہتے تھے، جہاں وہ اعلیٰ انگریزی تعلیم حاصل کرتے۔ طبیعت غیور تھی، انگریزی تعلیم سے وہ بیزار ہو چکے تھے، سر پرستوں کا زور بڑھاتا تو آپ نے انکار کر دیا، مذہب کے حق میں مغربی تعلیم کو آپ سے پیر کا قاتل سمجھتے تھے۔ لہذا ندوہ کی شرکت نہیں کر سکتا۔ (بحوالہ مرآۃ الندوۃ از قاضی عبد الوہید، مطبع محمد قلندر صاحب عام ۱۹۷۷ء) ص ۱۷۷

اُٹھ جاتا تھا۔ اولاد انہوں نے کوشش کی، ندوہ خالص اہل سنت کا پابند رہے، شیعہ، غیر مقلد اور دیگر بد مذہب اس سے نکال دیے جائیں۔ اپنی اس اصلاحی ہم میں وہ ناکام رہے۔ بلفظ دیگر نہ ارباب ندوہ اپنی ڈگر سے پلٹنے کو تیار تھے، نہ ہی قاضی صاحب اپنے موقف سے پچھے ہٹنا چاہتے تھے۔ تیجے میں رنجشیں پیدا ہوئیں، اختلافات بڑھے اور جیز جان سے ایک دوسرے کے مخالف ہو گئے۔ اس خصوص میں قاضی صاحب کے زیر اہتمام وہ اجلاس جوانہوں نے ۱۳۱۸ھ میں منعقد کیا، نہ صرف ان کی حیات کا، بلکہ تاریخ اہل سنت کا ایک اہم باب ہے۔

قاضی صاحب سید شاہ امین احمد شبات زیب سجادہ مخدوم بہار سے بیعت تھے اور مرشد کے محبوب و مرید خاص تھے۔ امام احمد رضا سے اجازت و خلافت حاصل تھی مخصوص ۱۳۲۶ھ بر برس کی عمر تھی کہ ربع الاول ۱۳۲۶ھ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ امام احمد رضا نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ امام موصوف اور شاہ محدث سورتی نے قبر میں اُتارا۔ مادہ تاریخ وفات ”مغفور“ ہے۔^(۱)

شاہ محمد سلیمان چلواروی:

شاہ صاحب کے والد شاہ محمد داؤ فیض آباد میں شاہی طبیب تھے۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد چلواری میں مستقل سکونت اختیار کر لی، یہیں شاہ سلیمان ۱۱رمضان ۱۲۲۲ھ / ۱۰ اگست ۱۸۵۹ء کو تولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے ما موال شاہ محمد نعمت مجتبی سے حاصل کی، کتب حدیث سید نذر حسین دہلوی (۱۸۰۵ء-۱۹۰۵ء) سے پڑھیں اور بھی کئی سلسالوں سے حدیث کی سندیں آپ کو حاصل تھیں۔ سید شاہ ابو الحسین احمد نوری مارہروی (۱۸۳۹ء-۱۹۰۶ء) اور مولانا شاہ محمد سعید بن صغۃ اللہ مدرس سے بھی سلسالات کی سندیں تفویض ہوئیں۔ ”آج فارغ ہوا“ سے تاریخ فراغت ۱۲۹۷ھ نکلتی شاہ ابو الحسین احمد نوری مارہروی کے مرید و خلیفہ تھے، بدایوں کی جامع مسجد شمس میں ۱۳۱۷ھ

مدرسہ کے سالانہ اجلاس بڑے ہی اہتمام سے ہو اکرتے تھے۔ جو طلباء فارغ ہوتے، انہیں سندیں دی جاتیں، ان کے امتحان کے لیے نامور ارباب علم و فقہہ مدعو ہوتے تھے۔ مدرسہ کی روادور پورٹ جو ”تحفہ حفیہ“ میں شائع ہوتی تھی، کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے، معیارِ تعلیم اور تربیت و اخلاق کا نظام بلند و عمدہ تھا۔

مخزن تحقیق:

یہ ماہ نامہ تھا، ”مخزن تحقیق“، تاریخی نام ہے، ۱۳۱۵ھ میں جاری ہوا، ”تحفہ حفیہ“ سے شہرت ہوئی۔ مولانا قاضی ضیاء الدین پیلی بھٹی کو بلا کر مدیر مقرر کیا، انتظام اپنے ہاتھ میں رکھا۔ مضامین علمی، تحقیقی، ادبی ہوتے، سب تحریریں بلند معیار کی ہوتی تھیں، سب اوقات اس میں علمائی تصنیفیں قسط وار چھپا کرتیں، بعد میں ساری قسطیں مجمع کر کے مجلد کر لی جاتیں۔ امام احمد رضا کا نعتیہ دیوان سب سے پہلے اس میں شائع ہوا۔ اس کے علاوہ ان کے کثیر رسائل بھی شائع ہوئے۔ اس کے قلم کاروں میں امام احمد رضا بریلوی، شاہ وصی احمد محدث سورتی، شاہ سلامت اللہ رام پوری، مولانا شاہ ہدایت اللہ جون پوری، ملک العلما مولانا سید محمد ظفر الدین عظیم آبادی شامل تھے۔ یہ رسالہ خالص نظریاتی تھا، عقائد و نظریات کے تحفظ ہی میں اپنی تو انائیاں صرف کیا، قاضی صاحب کی وفات ہوئی تو یہ ”تحفہ“ بھی قارئین کی نظر و سے بوجہ غائب ہو گیا۔

اعلانِ حق:

ندوہ العلماء جن مقاصد کو لے کر سامنے آیا، وہ قاضی صاحب کے نزدیک اچھے تھے، بعد میں اس کے طریقہ کار سے انہیں اختلاف تھا۔ اصحاب ندوہ کا خیال تھا، بنام اسلام جتنے مکاتب فکر ہیں سب متحد ہو جائیں، خواہ ان کے عقائد کچھ بھی ہوں۔ قاضی (۱) حکیم ضا جب پڑھنے خوبیک کے مالک تھے، شوال ۱۴۰۰ھ میں تولد ہوا، تابع احمدی کے شاگرد تھے، صاحبِ نظر میں ندوہ میں یہ پالیسی کوں مول ہی، بس سے مذہب اہل سنت کا امتیاز

شہاں سلیمان تقریر کے لیے اٹھے تو کہا: بھتی! آج کل کئی سلیمان پیدا ہو گئے ہیں،
پر یاں نئی نئی ہیں سلیمان نئے نئے
مجمع ابھی مسکرا یا ہی تھا کہ ان کی آواز بلند ہوئی ”مگر سلیمان بن داؤد میں ہی
ہوں“، (آپ کے والد کا نام داؤد تھا)، لوگ تھے میں ڈوب گئے، اجلاس گل زار ہو گیا۔

ملیٰ تحریکات میں شرکت:

ملیٰ وجود کے تحفظ کی ہر مہم کا ساتھ دیا۔ تحریک خلافت اور دیگر مذہبی و سیاسی
تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ خلافت کے زمانے میں ترکوں کی پرو رحمائیت کی
آل امداد یا عالمان کو نسل قائم ہوئی، تodel و جان سے تائید کی، اس کے کرن بھی رہے، ”جمعیت
العلماء“ بہار میں قائم ہوئی، اُس کے صدر پنے گئے۔ ”جمعیۃ العلماء ہند“ کی تشکیل ہوئی تو
اس کا تعادن کیا۔ رئیس الاحرار مولانا محمد علی جو ہر کی صدارت میں ”علماء کا فرنس“، کان پور
میں منعقد ہوئی اور ”جمعیۃ علماء کان پور“ کا وجود ہوا تو اس میں شرک ہوئے۔ غرض ہر اُس
نظریے واپشوں میں شامل ہوئے، جو اُس دور میں وقوع پذیر ہوا۔

بیعت و خلافت:

سولہ سال کی عمر میں یہ ربيع الاول خر ۱۲۹۱ھ / ۱۸۷۷ء کو شاہ علی حبیب نصر
چہلواروی سے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ اپنے حقیقی ماموں شاہ صبغۃ اللہ اور شاہ
اشرف مجیب سے اجازت و خلافت حاصل کی۔ اپنی الہمیہ کے ماموں شاہ عبدالرحمن،
رشتے میں نانا شاہ بیکی، شاہ و حیدر الحن سجادہ نشین آستانہ عالیہ منعمیہ ابوالعلاء یہ چہلواروی،
مولانا عبدالحی فرگی محلی اور شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی سے بھی خلافت پائی۔ محبوب
الله حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (۱۸۹۹ء-۱۸۷۱ء) اور نقیب الاشراف سید شاہ عبد الرحمن
سجادہ نشین آستانہ غوث پاک نے بھی اجازت دی۔

ہے، جو آپ نے خود نکالی ہے۔

تعلیمی سرگرمیاں:

شاہ سلیمان کلکتہ یونیورسٹی کی سینٹ کے رکن، مدرسہ عالیہ کلکتہ کی مدرسہ کمیٹی و
نصاب کمیٹی کے رکن تھے۔ ڈھاکہ یونیورسٹی کے قیام میں جدو جہد میں نواب سلیمان اللہ
خان (۱۸۵۲ء-۱۹۱۵ء) کا ساتھ دیا۔ اس کی گورنگ بادی اور نصاب کمیٹی کے ممبر
رہے۔ اسلامیہ کالج لاہور، اسلامیہ کالج پیشاور، مسلم ہائی اسکول انبالہ، مسلم ہائی اسکول
کان پور، پیغمبر خانہ اسلامیہ کلکتہ، مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ، مدرسہ امدادیہ در بھنگلہ، مدرسہ
حیدریہ حفیۃ آگرہ کے انتظامی امور میں دخیل رہے۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے خاص معتمد
تھے، اس سے آپ کو خصوصی تعلق خاطر رہا۔

زورِ خطابت:

آپ بلند پایہ خطیب، شعلہ نوا مقرر تھے۔ یہ آپ کا نمایاں وصف تھا، طلاقت
لسانی و سحر بیانی ضرب المثل تھی۔ بات بات پر کوئی شعر پڑھتے تو لوگ بنس پڑتے۔ سوزو
گداز اور ترنم سے مشنوی مولانا روم شروع کرتے تو سامعین رو دیتے، مجمع سنتا، سر دھتنا
اور ترڑپ اٹھتا تھا۔ ان خوبیوں کے علاوہ آپ کی تقریر میں بذل سنجی بھی انتہا درجے کی
تھی۔ ایک دفعہ اتفاق سے ندوۃ العلماء کے اجلاس منعقدہ ۱۹۱۵ء میں سلیمان نام کے چار
افراد بیٹھے تھے،

۱) سید شاہ سلیمان اشرف بہاری (۱۹۳۹ء-۱۸۷۸ء)

۲) قاضی محمد سلیمان منصور پوری (ف ۱۹۳۰ء)

۳) مدرسہ الناظمہ سلیمان بہاری کا رد پوری شدت سے اڑتے ہیں (۱۹۴۵ء-۱۸۸۲ء) یہ مکالمہ آباد کے تاریخی اجلاس
۴) ابو یعنی خدا شاہ تبلیغی کتبخانہ میں مصلحتی (۱۹۳۵ء-۱۸۷۵ء)

آپ نے قریب چالیس کتابیں تصنیف کی ہیں، اب سب نایاب ہیں۔ ناچیز کی نظر سے ایک بھی نہیں گزری۔ آپ کا وصال ۲۷ صفر ۱۳۵۸ھ / ۳۱ مئی ۱۹۳۵ء کو ہوا۔ نمازِ جنازہ آپ کے صاحب زادے اور سجادہ نشیں شاہ حسین میاں (۱۸۸۳ء - ۱۹۲۷ء) نے پڑھائی، خانقاہ پھلواری میں آخری آرام گاہ بنی۔ ”خواجہ ہندرقت“ سے تاریخِ وفات ”۱۳۵۸ھ“ نکلتی ہے۔ (۱) شاہ سلیمان پھلواروی، شاہ اسماعیل دہلوی کے قطعی کفر کے قائل تھے۔ (۲) مگرندہ العلما کو حق سمجھتے تھے۔

00000

ماین :	صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی و مولا نا خلیل انیٹھوی
تاریخ :	۱۶ محرم ۱۳۳۱ھ / ۲۶ دسمبر ۱۹۱۲ء
بقام :	درسہ مظاہر العلوم، سہاران پور، یوپی
بقلم :	تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی مراد آبادی
حوالہ :	ہفت روزہ دبدبہ سکندری، رام پور، ۳ نومبر ۱۹۱۳ء، جلد ۸، ص ۳۹۷

صدر الافاضل کی جرأت، درمندی، حق گوئی، قوتِ استدلال
اور
استحضارِ علم کا ایک روشن نمونہ

(۱) عامہ کتب تذکرہ اہل سنت سے یہ احوال لیے گئے ہیں۔ (شمس مصباحی)

مولوی خلیل احمد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے حضرت قبلہ مظلہ سے دریافت کیا: آپ کا اسم شریف کیا ہے؟
 فرمایا: نعیم الدین۔
 دریافت کیا: مکان کہاں ہے؟
 فرمایا: مراد آباد۔
 پوچھا: خاص مراد آباد؟
 فرمایا: ہاں!
 پوچھا: کیسے تشریف لانا ہوا؟

جواب دیا کہ اثنائے سفر میں اس خیال سے سہارن پورا ترا کہ جناب سے دریافت کروں کہ برائین قاطعہ کی عبارتوں پر جو عالی حضرت مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب مظلہ العالی کے موأخذات ہیں، آپ ان کا کیا جواب دے سکتے ہیں؟
 اس پر مولوی خلیل احمد نے دریافت کیا کہ کیا ”برائین قاطعہ“ آپ کے پاس ہے؟
 فرمایا: نہیں، میں مکان سے یہ ارادہ کرنے نہیں چلا تھا۔
 کہا: بہتر، میں منگاتا ہوں۔

مولوی خلیل احمد صاحب نے ایک لڑکے سے کہا کہ مولوی یحییٰ صاحب سے ”برائین قاطعہ“ لے آؤ۔ وہ برائین قاطعہ لے آیا۔ اس میں مولوی خلیل صاحب نے ایک موقع نکال کر کہا کہ کیا اسی کی نسبت آپ فرماتے تھے؟
 فرمایا: نہیں، یہ وہ مقام نہیں ہے۔
 پھر انہوں نے کتاب حضرت مولانا صاحب کو دے دی اور کہا: خود نکال لیجئے۔
 مولوی صاحب قبلہ نے اس میں سے نکال کر دکھلایا کہ آپ نے یہ لکھا ہے کہ شیع عبدالحق (دوم) اپنی تحریر کر مسخر کیا ہے مجھ کو دو بولید کے پچھے کل بھی علم نہیں۔ (برائین قاطعہ، ص ۱۵)

کہا: ہاں! یہ میں نے بے شک لکھا ہے۔

ایک عالم ربانی اور مولوی خلیل احمد نیٹھوی کا مکالمہ

از قلم: تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی مراد آبادی

۱۶ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ مطابق ۲۶ دسمبر ۱۹۱۲ء روز تخفیف شنبہ ۱۰ ربیعہ دن کے میں اور میرے دفتر کے منتشری اور جناب مولانا مولوی حکیم محمد یعقوب خان صاحب حنفی سُنّتی بلاس پوری اور حضرت استاذی قبلہ جناب مولانا مولوی حکیم محمد نعیم الدین صاحب سُنّتی حنفی مراد آبادی عم فیضہ کے ہمراہ بزم شرکت جلسہ ”ابن حنفیانہ“ لاہور، مراد آباد سے روانہ ہوئے۔ جب گاڑی سہارن پور پہنچی، تو حضرت قبلہ نے سہارن پور اتر نے کاس نیت سے ارادہ فرمایا کہ مولوی خلیل احمد صاحب نیٹھی مصنف ”برائین قاطعہ“ خلیفہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے مل کر ان کی کتاب ”برائین قاطعہ“ پر جو عالی حضرت امام اہل سُنت مجدد مآۃ حاضرہ موحد ملت طاہرہ حضرت مولانا مولوی مفتی حاجی قاری احمد رضا خاں صاحب حنفی سُنّتی قادری برکاتی مد ظاہم الالقدس کے موأخذات ہیں ان کے جوابات دریافت کیے جائیں، تاکہ ان کے معتقدین کے اس عذر باطل کا بھی راز کھل جائے کہ مولانا (یعنی خلیل احمد) نے ایسے کلمات ہی نہیں لکھے یا ان کا یہ مطلب نہیں ہے، بلکہ یہ معنی ان کی تحریر کے لوازم بعیدہ میں سے بھی نہیں ہیں اور کیا عجب ہے کہ مولوی خلیل احمد صاحب انصاف کا کچھ خیال دل میں لا کرتا تھا ہوں، تو اس صورت میں دینی لفظ مقصود ہے۔

(۱) تحریر یک پاکستان اور ملٹی پلٹ خلیل احمد پر کہ مولانا محمد عاصی عفیف اور علی کیا اور ہر اپنا بیعتیں ملکیت اپنے کیا تھیں۔ (شہر مظہرہ العلوم، میں پچھے، نمازِ مغرب کے بعد

فرمایا کہ ”دارج النبوة“، منگوایے، اس میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”ایں سخن یقینی ندارد و روایت بدال صحیح نشدہ است“، غصب ہے کہ شیخ عبدالحق صاحب محدث تو کہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور اس کی روایت صحیح نہیں ہے اور آپ لکھیں کہ شیخ نے روایت کی ہے۔

اس پر فرمایا کہ ”دارج النبوة“، تو اس وقت نہیں مل سکتی۔

فرمایا: کیوں نہیں مل سکتی، آپ مدرسے میں بیٹھے ہیں، کتب خانہ کھلوا یئے اور کتاب لکھوایے۔

کہا: کیا ضرورت؟ میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس میں ایسا لکھا ہو تو کیا ہوا؟

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ تم ہی بتاؤ کہ اس کو کیا کہتے ہیں؟

اس پر کوئی مرتبہ اصرار ہوا، آخر الامر حضرت قبلہ نے فرمایا کہ یہ خیانت ہوئی۔

تو کہا: ایسی خیانتیں ”ہدایہ“^(۱) میں بہت ہیں۔ تو میرا وہی رتبہ ہوا جو صاحب ہدایہ کا ہے۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ لا حoul ولا قوۃ الا باللہ آپ کہاں اور صاحب ہدایہ کہاں؟ چونست خاک را باعالم پاک۔ صاحب ہدایہ پر تو یہ تہمت کہ انہوں نے بھی ایسی خیانتیں کی ہیں، یہ بالکل جھوٹ ہے، منگا تو ہدایہ۔

کہا: اس وقت تو نہیں آ سکتی، مگر ہدایہ میں بہت روایات ہیں، جو وضعاف ہیں اور علمانے ان کو لا اصل لے کہا ہے۔

حضرت قبلہ نے فرمایا: اول تو آپ کتاب نہیں دکھلاتے، زبانی دعویٰ اور بالفرض علمانے ضعیف کہایا لाए اصل لفرمایا تو بنا بر اپنی تحقیق کے، پھر یہ کہ منقول عنہ میں تھا کہ یہ روایت صحیح نہ ہوں اور انہوں نے کہہ دیا کہ فلاں شخص نے روایت کی ہے۔

مولوی خلیل احمد نے کہا: وہ بھی یہی بات ہے۔

حضرت نے فرمایا: سبحان اللہ! مولانا! آپ کیا کہہ رہے ہیں، آپ نے تو بالکل منقول عنہ کے خلاف اور صریح خلاف نقل کیا کہ شیخ (عبدالحق) جس بات کا شہد و مدرسے

فرمایا: تو آپ اس نقل کی صحت کے ذمے دار ہوئے۔ کہا: ہاں! ضرور ہوا۔

حضرت قبلہ نے یہ فرمایا: تو یہ روایت مجھے دکھلا یے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کہاں لکھا ہے؟

یہ کلمہ سنتے ہی مولوی خلیل احمد صاحب کے ہوش اڑ ہو گئے اور چہرہ فق پڑ گیا۔ گھبرا کر کہنے لگے کہ مجھے یاد نہیں رہا۔

فرمایا کہ عالم کی شان سے بعد ہے کہ کوئی عبارت کسی کی طرف منسوب کر دے اور دریافت کرو تو کہہ دے کہ صاحب! ہمیں تو یاد نہیں رہا، جناب! تو پھر آپ نے شیخ کی تصنیف کا حوالہ کیوں نہیں دیا کہ فلاں کتاب میں ہے۔ کہنے لگے: غلطی ہوئی، آئندہ احتیاط رکھوں گا۔

اسی درمیان میں اُن کے نوجوان طلبہ و مدرسین بھی گرد آگرد آ کر بیٹھ گئے۔ اس میں ایک صاحب، مولوی صاحب کے مقابل بیٹھے تھے اور اغلب یہ ہے کہ اُن کا نام مولوی یحییٰ صاحب تھا، وہ کچھ فرمانے لگے۔

اس پر ہمارے حضرت مدظلہ نے فرمایا کہ آپ کے نزدیک اگر مولوی خلیل احمد صاحب میرا جواب دینے کی قابلیت نہیں رکھتے ہیں اور آپ کی تعلیم کے محتاج ہیں تو پہلے آپ انہیں تعلیم دے لیں، جب وہ مجھے جواب دینے کے قابل ہو جائیں گے تو جواب دے لیں گے۔

وہ کہنے لگے کہ میں تو تعلیم نہیں دیتا تعلیم تو آپ دیتے ہیں۔ حضرت قبلہ مدظلہ نے فرمایا کہ ہاں! میں تو ہدایت کرتا ہوں اور راہ راست دکھلاتا ہوں۔

آپ خاموش رہیے، آپ سے میرا مخاطب نہیں ہے اور یہ ادب سے دور ہے کہ آپ اپنے بڑوں کو اصلاح دینا چاہتے ہیں۔ کیا وہ آپ کے علم میں کچھ کم ہیں؟ یہ سن کرو وہ تو خاموش ہو گئے، پھر حضرت قبلہ نے مولوی خلیل احمد صاحب سے

لگے: حضرت میں آپ، معاف کیجیے میں آپ کی بات کا جواب نہیں دے سکتا۔

فرمایا: تو آپ پر وہی حکم کروں جو مولانا احمد رضا خان صاحب مدظلہ العالی نے کیا ہے اور مکملہ مکرمہ سے تصدیق ہو کر آ رہا ہے، تو اس میں آپ کو کوئی گنجائش عذر کی نہ ہوگی، بلکہ آپ اس سے راضی ہوں گے۔

کہا کہ آپ اس سے زیادہ حکم کیجیے، میں کوئی جواب نہیں دے سکتا۔

اب تو جدت تمام ہو گئی اور مولانا خلیل احمد صاحب کی قلعی محلگی، تو حضرت قبلہ مدظلہ العالی نے فرمایا کہ پھر اب میں رخصت ہوتا ہوں، آپ تو جواب دینے کی ہمت رکھتے نہیں۔ یہ فرمائی مولانا صاحب قبلہ کھڑے ہو گئے، اس وقت وہی صاحب (جو غالباً مولوی بھی تھے) خفت مٹانے کے لیے حضرت قبلہ سے یہ عرض کرنے لگے کہ جناب کو معلوم نہیں ہے، مولانا (خلیل احمد صاحب) کئی روز سے علیل ہیں اور طبیعت درست نہیں ہے۔

فرمایا: خیر معلوم شد۔

انکار کر رہے ہیں، آپ اسی کو کہتے ہیں کہ شیخ نے اس کا اقرار کیا۔ ”ہدایہ“ کے کسی نقل میں یہ اختمال بھی نہیں ہو سکتا۔

اس پر مولوی خلیل احمد صاحب نے سکوت کیا، پھر وہی صاحب جو غالباً مولوی بھی صاحب تھے، یا کوئی اور ہوں، ہمارے حضرت قبلہ سے ایک بات عرض کرنے کی اجازت اور اس پر زیادہ اصرار کیا۔ حضرت قبلہ نے اجازت دے دی، تو فرماتے کیا ہیں کہ مولانا صاحب (یعنی مولوی خلیل احمد) کا منشاء یہ ہے کہ شیخ عبدالحق بن نزلہ رسول اللہ کے ہیں۔ (معاذ اللہ)

یہ سنتے ہی حضرت مولوی خلیل احمد صاحب کا ہاتھ پکڑ لیا، فرمایا کہ مولانا! آپ کا یہی مطلب تھا؟

اب مولوی خلیل احمد صاحب ہیں کہ زبان پر ایک حرفاً نہیں لاسکتے، چپ بیٹھے منہ تک رہے ہیں اور کچھ نہیں فرماتے۔ بے چارے کی عاجزی اور مجبوری قابل دیدھی۔ پھر حضرت قبلہ مدظلہ نے ان صاحب سے فرمایا: حضرت آپ نے یہ کہہ تو دیا، لکھ بھی تو دیجیے، فرمانے لگے: یہ باتیں تو ٹھیک نہیں ہیں۔

پھر مولوی خلیل احمد صاحب نے حضرت سے کہا کہ آپ ہماری تفیر کریں گے؟ فرمایا: ابھی تک تو میں نے آپ کی خیانت نقل عبارت میں پکڑی ہے۔

کہا: پھر تو آپ اسی کلمہ کو کیوں لکھاتے ہیں؟

فرمایا: میں نے تو ابھی تک کوئی حکم اس پر نہیں کیا، لیکن آپ نے تجویز کر لیا ہے کہ وہ کلمہ اسی قابل ہے کہ اس پر تفیر کی جائے۔

مولوی خلیل احمد صاحب نے کہا: معاف فرمائیے اور زیادہ گفتگو میں نہیں کر سکتا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا: ابھی تو مجھے آپ سے بہت کچھ دریافت کرنا ہے، یہ چھوٹا سا مواخذہ تھا، جس میں یہ لطف آیا، آپ مجھے اجازت دیجیے تاکہ میں آپ سے اور کچھ دریافت کروں۔ یہ سن کر مولوی خلیل احمد صاحب بہت گھبرائے، پہلو بد لے اور کہنے

مسلمانو! دیکھا، یہ ہیں وہابیہ کے علماء مستند کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی (معاذ اللہ) تو ہیں کرنے میں کوئی دیققہ اٹھا نہیں رکھتے، جب کچھ بن نہیں پڑتی تو اپنی بات بھاری کرنے کے لیے اکابر کی پشت کر دیتے ہیں اور جب مطالبہ ہوتا ہے تو بغایں جھاتکتے، منہ چھپاتے ہیں اور عجب عجباً خرافات زبان پرلاتے ہیں، کہیں اپنے کو مثل صاحب ہدایہ کے بتاتے ہیں، کہیں شیخ عبدالحق محمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو بمنزلۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہتے ہیں اور لکھ دینے کو کہا جاتا ہے تو انکار کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ حکم کفر لگانے کے لیے لکھوانا چاہتے ہیں۔ یعنی خود بھی جانتے ہیں کہ یہ الفاظ کفریہ ہیں۔

مگر چوں کہ ”لا یعودون“ کی مہریں ان کے دلوں پر ثبت ہو چکی ہیں، اسی وجہ سے ان کو کوئی نصیحت کارگر نہیں ہوتی، اب مناظرہ کے غیر واقعی دعاویٰ کا بھی راز فاش ہو گیا کہ میاں زید و بکر صاحب دنیا بھر میں شور مچاتے ہیں کہ ہم مناظرہ کے لیے آمادہ ہیں، بس یہی آمادگی، مناظرہ کے میدان میں آنا تو کارے دار د۔ ان کے گھر جا کر گھیر تو حواس کا یہ حال ہوتا ہے، جو آپ نے ملاحظہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہدایت فرمائے۔ آمین

محمد عمر عفی عنہ

مدرسہ اہل سنت و جماعت، مراد آباد

دوسری بحث

اذان ثانی جمعہ کے موضوع پر دوستی عالموں کا علمی مذاکرہ

ماہینہ :	صدر الافتضال مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی
و حضرت مولانا عین الدین اجمیری	
تاریخ :	۱۵ محرم ۱۳۳۵ھ / ۱ دسمبر ۱۹۱۶ء
بقام :	دارالعلوم عثمانیہ معینیہ، اجمیر شریف، راجستان
بقلم :	تاج العلما مفتی محمد عمر نعیمی مراد آبادی
حوالہ :	ہفت روزہ دبدبہ سکندری، رام پور، ۶ نومبر ۱۹۱۶ء، جلد ۵۳، ص ۲۳۶

حق کی حمایت پر صدر الافتضال کا بے لگ تبصرہ

جناب! جی ہاں!!

میں ایک تمہید عرض کرلوں، فقہا نے یہ اتزام فرمایا ہے کہ ایک ایک جزوی کو کتابوں میں جام جاند کو فرمایا ہے اور اگر اس میں ذرا بھی کسی عبارت میں احتمال نکلتا ہے تو ”نبود“ کے اضافے فرمائے ہیں، تاکہ کوئی شخص دوسرے معنی کی طرف نہ جاسکے۔ اب جہاں کہیں کہ فقہا نے تصریح نہیں فرمائی ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوگا کہ وہ امر ایسا معلوم و معروف ہے کہ اس میں حاجت گفتگو ہی نہیں۔

آپ کا دوسرا مقدمہ دوسرے مقدمہ سے مضمحل ہو گیا۔ پہلے مقدمے سے یہ نتیجہ نکال لینا بالکل غلط ہے کہ فقہا کے نزدیک عدم ذکر ذکر مٹا کر کر دیکھ رکھ دیا گیا ہے، بلکہ جب آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ جہاں ذرا بھی احتمال ہوتا ہے، فقہا اس پر قیود کا اضافہ کرتے ہیں، یہ صاف بتاتا ہے کہ تمام کتابوں میں کسی مسئلہ کو اس طرح ذکر کرنا کہ کہیں قید نہ ہو، آپ کے مقدمے کی بنا پر عدم احتمال کی دلیل کافی ہے۔

بہت سے مسائل ایسے ہوتے ہیں کہ فقہا عرف پر اتفاق فرماتے ہیں اور اس کی تصریحات چھوڑ دیتے ہیں۔ چنانچہ عورت کے لیے سینہ پر چھاتی کے نیچے ہاتھ باندھنا، ایسا معمول ہے کہ اب اس کی کہیں تصریح نہیں۔ میں مہینہ بھر کی مہلت دیتا ہوں، کتب خانہ موجود ہے، آپ نکال تو دیجیے، ہم ایسی بات نہیں کہہ دیا کرتے ہیں، ہم نے مددوں کتابیں چھانی ہیں۔ آپ کا علم و فضل زیر بحث نہیں، مسئلہ جو جناب نے فرمایا، میرے

استاذ العلماء:

صدر المدرسین:

استاذ العلماء:

صدر المدرسین:

صدر المدرسین:

استاذ العلماء:

مسئلہ اذان ثانی جمعہ پر ایک دلچسپ مکالمہ

از قلم: تاج العلما مفتی محمد عمر نعیمی مراد آبادی

۱۵ احریم الحرام ۱۳۳۵ھ کو حامی دین متین حامل علوم سید المرسلین حضرت مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی دامت برکاتہم حاضر آستانہ فیض کاشانہ حضور سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی ابھیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے۔ استاذہ بوئی کے بعد دارالعلوم معینیہ عثمانیہ کے معائیہ کے لیے تشریف لے گئے۔ صدر المدرسین مدرسہ معینیہ عثمانیہ جناب مولانا مولوی معین الدین صاحب استاذ العلما حضرت مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ العالی سے جو گفتگو مسئلہ اذان جمعہ میں ہوئی، اس کو ذیل کی سطور میں ملاحظہ فرمائیے۔

صدر المدرسین: آپ کا کیا نام ہے؟ کہاں دولت خانہ ہے؟

استاذ العلما: نعیم الدین نام ہے، مراد آباد غریب خانہ ہے، جناب سے ایک مسئلہ میں کچھ دریافت کرتا ہے، اگر زیادہ حرجنہ توجیہی تو عرض کروں۔

صدر المدرسین: اگر وہ مسئلہ زیادہ بحث طلب ہو تو بعد عصر ورنہ ابھی فرمائیے۔

استاذ العلما: میں مسافر ہوں اور آج ہی نوبجے شب کی گاڑی سے جانے والا ہوں، بہتر ہوگا کہ مجھے ابھی وقت دیا جائے۔

صدر المدرسین: بہت مناسب، فرمائیے۔

استاذ العلما: اذان خطبہ کے داخل مسجد ہونے کی کوئی تصریح کتب فقه میں جناب کی نظر سے گزری ہے؟

صدر المدرسین: آپ تصریح دریافت فرماتے ہیں؟

اس پر ذرا مولوی معین الدین صاحب کے تیور بد لے، حضرت مولا نا مولوی نعیم الدین صاحب مدظلہ نے فرمایا: مولا نا! میرے مزاج میں طالب علمانہ شوخی ہے، پھر مولوی معین الدین صاحب نرم ہو گئے اور فرمایا: جو آپ فرمائیے، میں بُرانہیں مانتا ہوں، جب میرے منع کرنے سے مولا نا احمد رضا خان صاحب بازنہ آئے اور انہوں نے حدیث سے استفادہ کیا، تو میں کیوں نہ کروں؟ انہوں نے جو حدیث پیش کی ہے، اس کے راویوں میں محمد بن اسحاق نامعتبر، مجروح و مطعون ہیں کہ امام مالک نے ان کو دجال کہا ہے ”کان دجالا من الدجالۃ۔“

استاذالعلماء:

مولانا احمد رضا خان صاحب نے فرمایا ہو تو ان پر الزام ہو سکتا ہے، نہ کہ آپ کے قول سے، خصوصاً ایسا قول جس کو وہ صحیح ہی نہ مانتے ہوں، تو ان پر کیوں عمل کریں، لیکن آپ کو اپنے قول پر ضرور عمل کرنا پڑے گا۔ رہے محمد بن اسحاق، اول تو امام مالک سے ثابت نہیں کہ انہوں نے ایسا فرمایا ہو، امام ابن ہمام نے اس کا انکار کیا ہے اور بغرض تسلیم توثیق ان کی کس قدر قوی ہے اور اس کے مقابلے میں جرح و مجروح ہے، کیا آپ محمد بن اسحاق کی جرح کو راجح و معتبر مانتے ہیں؟

صدرالمرسین:

میں نے تو اپنی کتاب میں جرح و تعدل دنوں ذکر کر دی ہیں اور میں امام ابن حجر کا یہ فیصلہ مانتا ہوں کہ سیر و مغازی میں تو ابن اسحاق معتبر ہیں اور حلال و حرام میں نہیں۔

استاذالعلماء:

اس تقدیر پر یہ مطلب ہو گا کہ جہاں ظنیات کافی ہیں، وہاں تو اعتبار ہے اور جہاں قطعیات درکار ہیں، جیسے حلال و حرام کا معاملہ، وہاں دوسرے ادلہ درکار ہوں گے، یہاں تو کراہت کی

خیال ناقص میں صحیح نہیں ہے، نہ کتب فقه اس سے ساکت ہیں، لیکن قطع نظر اس سے میں آپ کے کلام سے اس نتیجے پر پہنچتا ہوں کہ فقہا نے اذان کے داخل مسجد ہونے کی کہیں تصریح نہیں فرمائی، آیا آپ کے کلام کا یہی نتیجہ ہے یا کچھ اور؟

صدرالمرسین: جی ہاں! یہی نتیجہ ہے اور عرف و رواج بتا رہا ہے کہ اذان مسجد کے اندر ہی ہے۔

استاذالعلماء:

صدرالمرسین:

جب کہ کتب فقه میں اذان کے داخل مسجد ہونے کی تصریح نہیں اور خارج مسجد ہونے کی تصریح موجود ہے۔ ”لا یوذن فی المسجد“ تو آپ کو کیا جائے گنتگو باقی ہے۔

صدرالمرسین: تو اب آپ تصریح چاہتے ہیں تو آپ کو تصریح ہی بتا دوں۔ حدیث شریف میں وارد ہوا کہ حضرت بلاں مسجد شریف کی چھت پر اذان کہتے تھے اور سقف مسجد، مسجد ہے۔

استاذالعلماء: آپ نے اپنے رسالہ ”القول الاظہر“ میں لکھا ہے کہ سوائے مجہد کے کسی کا حق نہیں ہے کہ حدیث سے کوئی حکم ثابت کرے، پھر آپ اس حدیث کے پیش کرنے کے کیوں کر مجاز ہوئے؟

صدرالمرسین: مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کی طرف سے اس فرعی مسئلہ میں بہت سختی کی گئی ہے، اس لیے یہ بطریق الازمی جواب کے لکھا گیا۔ میری کتاب میں الازمی اور تحقیقی دنوں قسم کے جواب ہیں۔

استاذالعلماء: جب آپ الزام دیتے ہیں تو آپ کا الزام اگر آپ پر لوٹا دیا جائے، تو کیا بے جا ہے؟

(ذر اُرخ پھیر کر اور کچھ بےاتفاقی کی سی شکل بنائے) لیجئے! اب میں آپ کو دوسرا طرح سمجھاؤں۔ کلام اللہ میں ”وتوفی عنہا زوجہا“ کی عدّت چار مہینے دس دن وارد ہوئے اور حاملہ کی عدت وضع حمل۔ علی مرتفعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسئلہ دریافت کیا گیا کہ ایک عورت حاملہ کا شوہر مر گیا، تو اس کی کتنی عدّت ہے؟ تو ”ابعد الاجلين“ عدّت فرمائی۔

اسی طرح اس مسئلے میں بھی ”لا یؤذن“ عام ہے۔ اذان چنگانہ اور اذان خطبہ کو اور ”بین یدیه“ عام ہے۔ داخل مسجد اور خارج مسجد کو، پس اس میں دونوں کو اپنے عموم پر قرار کھانا چاہیے، اذان چنگانہ تو پیر و نسیم مسجد ہو اور اذان خطبہ داخل مسجد، قریب منبر۔

اس تقدیر پر ”لا یؤذن“ کا عموم کہاں باقی رہا؟ اذان خطبہ اور اذان چنگانہ دونوں پیر و نسیم مسجد ہوں تو ”لا یؤذن“ اور ”بین یدیه“ دونوں پر عمل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ”ابعد الاجلين“ مقرر کرنے سے دونوں آیتوں پر عمل ہوتا تھا اور جو صورت آپ نے بیان فرمائی ہے اس تقدیر پر ”لا یؤذن“ اپنے عموم پر نہیں رہتا۔ اس تقدیر پر ”بین یدیه“ اپنے عموم پر نہیں رہتا، بلکہ آپ اسے خارج مسجد کی قید سے مقید کرتے ہیں۔

عموم پر تو کسی طرح نہیں رہتا، آپ اسے داخل مسجد کی قید سے مقید کرتے ہیں اور آپ یہ قید نہ لگا میں تو آپ کے نزدیک اذان خطبہ کا داخل مسجد اور خارج مسجد ہونا، دونوں جائز ہے۔ اب آپ کے نزدیک بھی اذان خطبہ کا خارج مسجد ہونا جائز بلا کراہت ہوا۔ گوکہ ابھی تک آپ داخل مسجد بھی جائز کہتے ہیں،

صدر المدرسین:

استاذ العلماء:

صدر المدرسین:

استاذ العلماء:

بحث ہے، وہ توحیدیت ضعیف سے ہی ثابت ہو جاتی ہے۔

صدر المدرسین: یہ معاملہ تو حلال و حرام سے بھی اہم ہے، کیوں کہ اذان شعائر دین میں سے ہے۔ حتیٰ کہ اس پر جہاد کیا جاسکتا ہے۔

استاذ العلماء: اذان شعائر دین میں سے ہے یا اس کا داخل مسجد و خارج مسجد ہونا اور بلند و پست آواز سے ہونا بھی؟

صدر المدرسین: جی ہاں! اذان اور اس کے تمام احکام داخل مسجد اور خارج مسجد ہونا اور بلند و پست آواز سے ہونا، یہ سب شعائر دین سے ہیں۔

استاذ العلماء:

صدر المدرسین: تو آپ مجھ سے ہر ہر بات کی دلیل طلب کریں گے؟

استاذ العلماء: اگر یہ خوف ہے تو پھر ایسے دعوے نہ فرمائیے، جو محتاج ثبوت ہوں۔

و لیکن چوں گفتی لیلش بیار۔

صدر المدرسین: بہت اچھا! آپ کو تو میں ابھی سمجھائے دیتا ہوں، یہ تو میرے بائیں ہاتھ کے کھیل ہیں، آپ فرمائیے کہ یہ شعائر دین ہے یا شعائر دنیا، دو حال سے خالی نہیں، آپ شعائر دنیا مانتے ہیں؟

استاذ العلماء: ناخنوں کی تراش کا داہنے ہاتھ کی سبابہ سے شروع کرنا، پانی دونوں ہاتھوں سے لے کر تین مرتبہ میں پینا، جوتا پہننے میں داہنے سے شروع کرنا، یہ سب شعائر دین ہیں یا شعائر دنیا؟

صدر المدرسین: میں کسی بات کا جواب نہ دوں گا، میری بات کا جواب دیجیے۔

استاذ العلماء: تو آپ جملہ امور کا شعائر دین و دنیا میں حصر ثابت کیجیے اور ایسی دلیل قائم فرمائیے جو یہ ثابت کر دے کہ جملہ امور دو حال سے خالی نہیں ہو سکتے، شعائر دین میں ہوں گے یا شعائر دنیا سے۔ آپ ایسے فاضل سے بہت بعید ہے کہ بغیر حصر ثابت کیے یہ سوال کر دے۔

مسجد شریف تشریف لائے اور مولوی معین الدین صاحب مکان تشریف لے گئے۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد مولوی معین الدین صاحب واپس تشریف لائے، کچھ عرصہ تک غلام مرشد صاحب طالب علم کا انتظار کیا، جب وہ آئے تو فرمایا کہ اگر آپ کو فقهہ میں یہ دکھادوں کے سقف مسجد مسجد ہے اور سقف مسجد پر اذان جائز، تو آپ داخل مسجد اذان ہونا تسلیم کر لیں گے؟

استاذ العلماء: جواز مع الکراہت تواب بھی تسلیم کرتا ہوں، بلکہ اہت جب بھی تسلیم نہیں کروں گا، بلکہ اس میں بہت جائے گفتگو ہے، لیکن آپ اپنے اقرار سے اس عبارت کے دکھانے پر مجبور ہیں، دکھائیے۔ اس پر مولوی معین الدین صاحب نے شامی کھولی، ”سقف“ کی شرح میں یہ نکالا کہ حضرت بلاں نے ظہر مسجد پر اذان فرمائی، فرمایا: اب تو آپ تسلیم کر لیجیے کہ اذان فوق المسجد کا جواز فقہ سے ثابت ہو گیا۔

استاذ العلماء: بندہ نواز! یہ حدیث ہے، جس سے اذان علی ظہر المسجد ثابت ہوتی ہے، فقیہ نے اس کو صرف اس لیے ذکر کیا ہے کہ اذان کے بالا مقام پر کہے جانے کے لیے یہ حدیث اصل ہے۔ اس حدیث سے اذان کے مسجد میں داخل ہونے پر استدلال نہیں کیا اور آپ تو حدیث سے سند لا ہی نہیں سکتے، کیوں کہ القول الا ظہر میں مقلد کے لیے حدیث سے استدلال آپ خود ناجائز کر چکے ہیں۔ حدیث کافقہ کی کتاب میں لکھا ہونا آپ کے لیے کافی نہیں۔

صدر المدرسین: دیکھیے! آپ نے یہ بات کہہ دی، میں پہلے ہی سمجھا ہوا تھا، پھر شاگرد رشید کے مثورو سے فرمایا کہ آپ اس قدر لکھ دیجیے کہ اذان علی ظہر المسجد شامی کی نقل کر دہ حدیث سے ثابت ہوئی۔

بندہ لکھنے کے لیے حاضر ہے، جناب کچھ تقریریں فرمائچے ہیں، وہ

لیکن صراحة سے جواز کا خارج مسجد کا اقرار کیجیے تو اذان داخل مسجد کی نسبت کچھ عرض کروں۔

صدر المدرسین: میں داخل مسجد اور خارج اذان کو جائز مانتا ہوں۔

استاذ العلماء: اتنا تحریر کر دیجیے۔

صدر المدرسین: یہ تو میں نے تنزل اکاہہ دیا تھا۔

استاذ العلماء: آپ تنزل اکاہہ فرمایا کریں، ہر ایک بات ترقعاً و تعلیماً ہو۔ آپ کو لحاظ رکھنا چاہیے اور یہ بات بھی آداب میں سے ہے کہ کسی شخص کے پاس جائے تو اس کی عزت و آبرو کا لحاظ رکھے۔ مجمع میں کسی شخص کی توہین کرنا کیا مناسب ہے؟ یہاں طلبہ موجود ہیں، آپ مجھ سے تہائی میں گفتگو کر سکتے تھے، میں نے کہا تھا کہ بعد عصر تشریف لائیے۔

استاذ العلماء: حضرت! میں نے تو آپ کی اجازت سے گفتگو شروع کی تھی، یہ خیال تھا تو آپ نے اجازت نہ دی ہوتی۔ میں گفتگو کر کے مسئلہ صاف کرنا چاہتا تھا، ہوا خیزی میری نیت تو نہ تھی۔

صدر المدرسین: آپ میری ہوا خیزی کرہی کیا سکتے ہیں۔

استاذ العلماء: میں عرض کرتا ہوں کہ میری یہ نیت ہی نہیں اور میں کر بھی کیا سکتا ہوں، یہ صحیح ہے۔ لیکن لمبے چوڑے دعوے کر دیا کرتے ہیں۔ بہر حال میری بات کا جواب عنایت ہو۔

صدر المدرسین: اب میں آپ کو شامی دکھادوں گا کہ سقف مسجد، مسجد ہے اور سقف مسجد پر اذان جائز ہے، اب میں جاتا ہوں، کتاب تلاش کر کے لاتا ہوں، آپ ظہر کی نماز پڑھ لیجیے۔

حضرت مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ ”بہتر“ فرمایا کہ نماز پڑھنے

مولوی احمد رضا خان صاحب کوفقہ میں بہت نظر ہے، اس کامیں اقرار کرتا ہوں اور اس کا انکار کمینہ پن بھی ہے، لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ ان کی طرف داری کرنے کے لیے جو کوئی بھی آئے، وہ بھی ایسا ہی وسیع النظر ہو۔ مولانا! میری نظر بہت دور تک ہے اور میں جو کچھ کہتا ہوں بہت تحقیق کر کے کہتا ہوں۔

آپ جتنی بھی تعریفیں کیجیے، صرف اپنا دل خوش کرنے کی باتیں ہیں۔ دوسرا آپ کی خود ستائی سے آپ کو اس رتبے کا نہیں سمجھ سکتا، نہ آپ خود ہی بڑھ سکتے ہیں۔ شامی کی روایت پیش کرنے کا آپ کو کوئی حق ہی نہیں تھا، کیوں کہ وہ حدیث ہے اور حدیث سے جناب صراحناً دست بردار ہو چکے ہیں، اب رہی ”ہدایہ“ کی عبارت، وہ خود بتارہی ہے کہ سقف مسجد، مسجد نہیں، بلکہ بعض امور میں اس کو حکم مسجد دیا جاتا ہے اور یہ تو فرمائیے کہ مسجد میں پاخانہ پھر نے کا کیا حکم ہے؟
مسجد میں پاخانہ پھرنا حرام ہے۔

مولانا! جب نہ ہوا تھا، اب فیصلہ ہو گیا کہ مسجد میں پاخانہ پھرنا حرام اور سقف مسجد میں مکروہ تحریکی، اس سے صاف ظاہر ہے کہ سقف مسجد عین مسجد نہیں، ورنہ جملہ احکام اوصاف کا اتحاد ضروری تھا۔ ”لا یؤذن“ کی ایسی زبردست صراحت کے مقابلے میں آپ یہ کیا اور ہام و تخلیل پیش کر رہے ہیں؟

(اس وقت مولانا کے چہرہ پر کچھ نداشت و شرمندگی کے آثار پائے جاتے تھے اور کھسیانے لہجے میں باتیں فرماتے تھے۔ تو پڑھ نکال کر گھبرا کر کہا) شخیں کے نزدیک تو کراہت و حرمت میں کوئی فرق

استاذ العلماء:

صدر المدرسین:

استاذ العلماء:

صدر المدرسین:

بھی قلم بند فرمادیجیے۔

صدر المدرسین: (اس پر تو بہت ہی برا فروختہ ہوئے، فرمانے لگے) میری تمہاری کیا برابری ہے، تم نے مجھ سے کیا حکم کہہ دیا۔ میں اپنی شان کے کے خلاف باتیں سننے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ آپ بہت متباوز ہو چکے ہیں، اپنی حد کے اندر رہ کے بات کیجیے۔ **ذر ا طلبہ کی بھی آنکھیں نکالیں اور غصے کے لب والجہ سے مرعوب کرنا چاہا۔**

استاذ العلماء: مولانا! آپ کی شان سے خود ستائی اور اپنے منہ سے اپنی مدح سراہی کرنا کوئی پسندیدہ بات نہیں۔ کیا آپ میری مسافرت پر نظر کر کے ڈمکیوں سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں؟ میں بھی جناب کو اس نظر سے دیکھتا ہوں، جس نظر سے آپ مجھ سے گفتگو فرمائے ہیں، کیا وجہ ہے کہ مجھ سے لکھنے کے لیے کہہ دیجیے، جب تو تجاوز، ترک ادب کچھ نہ ہوا اور میں لکھنے کے لیے کہوں تو اس قدر ناگوار گزری۔ اگر آپ مجھ سے ایک حرف لکھوانا چاہیں تو آپ کو اپنی پوری تقریر قلم بند کر دینا چاہیے۔ بلکہ لکھنا آپ ہی پر ضروری ہے اور مجھ پر بالکل لازم نہیں، کیوں کہ اس وقت آپ مجیب کی حیثیت رکھتے ہیں اور میں مانع کی۔

صدر المدرسین: (ذرا نرم ہو کر) اچھا! اب آپ دوسری عبارت دیکھیے، ہدایہ میں ہے ویکرہ المجامعة فوق المسجد و البول و التخلی لان سطح المسجد لہ حکم المسجد۔ دیکھیے! پہلی عبارت سے سقف مسجد پر اذان ہونا ثابت ہوا اور دوسری سے سقف مسجد کا مسجد ہونا، دیکھیے کیسامد عاثبات ہوا۔ مجھ سے تو جو مناظرہ کرے گا اس کا یہی نتیجہ ہوگا، جو آپ کا ہوا۔

(اپنے طلب سے متوجہ ہو کر) میرا جو کام تھا، میں کر چکا، جس عبارت کا وعدہ تھا وہ میں نے پیش کر دی۔

خاک ہی نہیں پیش کر دی، اللہ کی شان آپ کی زبان سے اقرار کرنا دیا کہ سقف مسجد، مسجد نہیں۔

نہیں مولا نا! میں نے کب اقرار کیا ہے؟

اور کوئی اقرار کے سینگ ہوتے ہیں۔ یہ آپ نے ہی فرمایا کہ مسجد میں تخلی حرام اور سقف مسجد میں مکروہ، اس سے صاف ظاہر ہے کہ جس جگہ تخلی مکروہ ہے، وہ یقیناً غیر ہے، اس جگہ کا جہاں تخلی حرام ہے۔

خیر مولا نا! میں تو عبارت پیش کر چکا، اس سے زیادہ اور کیا کر سکتا ہوں۔ حضرت مولا نا صاحب! میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر جواب عنایت فرمائیں تو آج قیام فرمائیں اور غریب خانے پر نان جویں تناول فرمائیں اور اگر کوئی امر بحث طلب باقی رہ گیا ہو تو آپ حضرات تہائی میں طے کر لیں۔ یہاں مجمع عام ہے، طلبہ بھی، عوام میں سے ہوتے ہیں، ان کی نظر میں ایک عالم کی وقعت کم ہو جاتی ہے۔ اس کا آپ کو بھی درد رکھنا چاہیے۔ ایک فرعی مسئلہ کی وجہ سے آپ ایسی باتیں کیوں گوارا کریں۔ دن بھر پڑھاتے پڑھاتے جناب مولوی معین الدین صاحب کا دماغ درست نہیں رہتا اور آپ تازہ دم وارد ہوئے تھے۔ آپ کی تو ایسی مثال ہے جیسے ایک پہلوان دوسرے سے گُشتی لڑنے کے لیے چچ مہینے سے تیار ہوا ہوا اور مولوی معین الدین صاحب کی ایسی حالت ہے جیسے کوئی پہلوان

صدر المدرسین:

استاذ العلماء:

صدر المدرسین:

استاذ العلماء:

صدر المدرسین:

منتظم دارالعلوم:

ہی نہیں، اس مکروہ سے حرام مراد ہے۔

استاذ العلماء: جناب مولا نا! میں اس میں توجہ ہی نہیں کرتا کہ کراہت و حرمت میں شیخین کیا فرماتے ہیں اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کیا؟ اور کبھی کراہت حرمت کے معنی میں مستعمل ہوتی ہے یا نہیں۔ میں تو یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ نے تخلی فی المسجد کی تو حرمت کا اقرار فرمایا اور ”بدایہ“ میں تخلی فرق المسجد کی کراہت کا حکم دیا اور اس کراہت سے حرمت ہر گز مرا دنہیں لائے۔ ”فتح القدر“ ملاحظہ فرمائیجیے، اس میں لکھا ہے کہ اس جگہ کراہت سے تحريم مرا دنہیں۔ مولا نا! اس فصلے پر آپ کی زبان شاہد ہو چکی ہے، اب کوئی مغلص کی صورت نہیں۔

صدر المدرسین: میں نے شیخین کا قول دکھایا۔ میری وہاں تک نظر ہے، آپ ایسے وسیع النظر نہیں تو میرے توجہ دلانے سے توجہ بکھیے۔

استاذ العلماء: جناب مولا نا! آپ کے مقابلے میں کچھ میں ہی کوتاه نظر نہیں ہوں، بلکہ آپ کی وسعت نظر کے سامنے تو امام ابن ہمام بھی کوئی چیز نہیں، جہاں جناب کی نظر بچنی ہے، ان کی نظر بھی نہیں بچنی۔

صدر المدرسین: شیخین کے مقابلے میں امام ابن ہمام کیا ہیں؟

استاذ العلماء: ہدایہ میں اس خاص موقع پر جو کراہت کا لفظ آیا ہے، اس کی شرح میں شیخین نے یہ فرمایا ہے کہ اس کراہت سے اس خاص مقام پر حرمت مراد ہے، تو آپ خود پیش کیجیے۔ امام ابن ہمام تو اس خاص لفظ کی شرح فرمائے ہیں اور یہ بتا رہے ہیں کہ اس خاص مقام پر کراہت بمعنی تحريم نہیں۔ دوسرے مقام پر کراہت کا استعمال کسی معنی پر ہوا ہے، یہ زیر بحث نہیں۔ آپ اپنے قول سے ملزم ہو چکے۔

صدر المدرسین: بہتر یہی ہو گا کہ کتاب سے طے کر لیا جائے اور ہم آپ ایک ہی ہیں، کوئی بات قلم سے ایسی نہ نکلے گی جو خلافِ مزاج ہو۔ اب آپ چائے پی لیجیے اور میں اپنا رسالہ ”القول الاظہر“ حاضر کرتا ہوں، اس کو لے جائیے۔

مولانا! میں نے اب تک آپ کو وہابی قرانہ بیس دیا ہے، اب تک جو گفتگو کی گئی، اس نیت سے ہرگز نہ کی گئی کہ آپ کی تذلیل کی جائے، لیکن آپ نے جو اعلانِ مناظرہ کے نام سے مضمون چھاپا ہے، اس میں دیکھیے کہ کیا سختی کی ہے۔

مولانا احمد رضا خان صاحب نے مجھ پر ”احملی انوارِ رضا“ میں گلیارہ وجہ سے کفر ثابت کیا ہے۔

استاذ العلماء: اس پر آپ کو غور کرنا چاہیے، اگر آپ کے کلام میں ایسے وجہ پائے جاتے ہیں کہ بیش تر خطہ سے خالی نہیں، تو آپ کو تو بہ میں جلدی کرنا چاہیے، یہ کوئی برآمانے کی بات نہیں۔

منتظمِ دارالعلوم: اچھا! تو اب آپ تشریف لے چلیں اور کھانا ملاحظہ فرمالیں۔

اس پر جلسہ برخاست ہوا اور مولوی احمد حسین خان صاحب رام پوری، حضرت مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مدظلہ کو اپنے مسکن پر لے گئے۔ حضرت مولانا مدنظر العالی نے دن بھر کھانا بھی تناول نہ فرمایا تھا، شام کے پانچ بجے کے قریب کھانا تناول فرمایا، لوگ جو حق در جو حق آتے تھے اور کہتے تھے: الحمد للہ! آپ تشریف لے آئے اور مسئلہ اذان میں حق واضح ہو گیا۔

روزمرہ معمولی گشتی لڑتا ہو تو یکا یک اس سے مقابلہ ہو جانا ایک اچانک بات ہے، جس کے لیے یہ تیار نہیں تھا۔ اسی وجہ سے جو لفظ مولانا کی زبان سے بے جا نکلا ہو میں آپ سے اس کی معافی چاہتا ہوں اور بہتر ہو گا کہ اس معاملے میں جو مزید گفتگو کرنا ہو تو بذریعہ تحریرات کے طے کر لیا جائے اور باہمی تحریریں شائع نہ ہوں، جب تک کہ آپس میں مسئلہ طے نہ کر لیا جائے۔
حضور عالی! ہم لوگوں کے عادات و سکنات سے جو بات ناگوار گزری ہو، ہم اس کی معافی چاہتے ہیں۔

استاذ العلماء: (طلبہ کی طرف متوجہ ہو کر) آپ طالب علم ہیں اور آپ کو ضرور اپنے استاذ کی طرف داری کرنا چاہیے۔ میں آپ سے ناخوش نہیں، البته مولوی صاحب کے اخلاق کی ضرور شکایت ہے۔ ایک قابل آدمی کو ایسے اخلاق ہرگز نہ رکھنا چاہتیں۔ مولوی صاحب کی کوئی بات ادعا سے خالی نہیں ہوتی۔ میں اس سے پہلے مولوی صاحب کو جس نظر سے تولتاختا، اتنے دعوے سننے کے بعد اس سے کچھ اچھی نظر سے نہیں تولتا ہوں، نہ اپنے زبانی دعوے سے کوئی شخص بڑا ہو سکتا ہے۔ بلکہ مولوی صاحب کو یہ کوشش کرنا چاہیے کہ بجائے ان کی اپنی زبان کے دوسری زبانیں ان کی تعریف کریں۔

(منتظم صاحب کی طرف متوجہ ہو کر): جناب کی رائے سے مجھے بالکل اتفاق ہے۔ گفتگو تو الحمد للہ ہو چکی۔ اب مولانا کے رسائل ”القول الاظہر“ کے متعلق کچھ امور دریافت طلب باتی ہیں۔ اس کے متعلق مولوی صاحب اگر آج ہی طے کرنے کا وعدہ فرمائیں تو میں شہرجانے کے لیے حاضر ہوں اور دعوت بھی قبول ہے۔

مخاطبہ جلیلہ ۱۳۱۶ھ

از قلم: قاضی عبد الوہید فردوسی عظیم آبادی

حضرات اہل سُنت! پہلے اتنا گزارش کروں کہ تقریب عقد نکاح مولوی حجی
الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ فرزند دلبند حضرت مولانا شاہ محمد بدر الدین صاحب قبلہ
زیب سجادہ خانقاہ پیر میب علیہ الرحمہ روز جمعہ ۱۴ ذی القعڈہ ۱۳۱۶ھ کو یہ احترازی (قاضی
عبد الوہید) مع بعض دیگر عمامہ اہل سُنت مثل میر نور الحسین صاحب و میر کلیم صاحب
اور میر امیر جان صاحب رؤسائے پٹنہ کے چھلواری شریف حاضر ہوا تھا، بعد نمازِ مغرب
احقرمع جناب میر نور الحسین کے صحن مسجد کے باہر ملاقات ہوئی۔ رسم خیریت پُرسی ادا
ہونے کے بعد مکرمی میر نور الحسین صاحب رئیس نے محض بنظر آشیتی و اصلاح باہمی یہ
ارشاد فرمایا:
میر نور الحسین صاحب:

”مولوی عبد الوہید صاحب! دیکھیے یہ مولوی سلیمان صاحب تشریف رکھتے
ہیں، آپ دونوں آدمی باہم صلح کر لیں اور کینہ و رنجش دور فرمائیں تو مناسب ہے۔
دشمنوں نے بہت سی باتیں مشہور کر رکھی ہیں۔“

محمد عبد الوہید:

”منخدوما! آپ یقین کر لیں کہ مجھے مولوی شاہ سلیمان صاحب سے کوئی ذاتی
رنجش نہیں، میں ہر طرح شاہ سلیمان صاحب سے ملنے کو تیار ہوں اور اگر خدا خواستہ شاہ
صاحب کو مجھ سے کسی قسم کا ذاتی صدمہ پہنچا ہے تو ہم معدرت کو تیار، مصالحت پر آمادہ

تیسرا بحث

ندوۃ العلماء کے موضوع پر ایک وکیل اہل سُنت
اور ایک رکن ندوہ کے درمیان مخاطبہ جلیلہ

ماہین : مجاہد جلیل مولانا قاضی عبد الوہید فردوسی عظیم آبادی
و مولانا شاہ محمد سلیمان چھلواری
بتاریخ : ۱۴ ذی القعڈہ ۱۳۱۶ھ / دسمبر ۱۹۹۶ء
بقام : خانقاہ عالیہ چھلواری شریف، پٹنہ
لقام : مجاہد جلیل مولانا قاضی عبد الوہید فردوسی عظیم آبادی
بحوالہ : ماہنامہ ”تحفہ حفیہ“ پٹنہ، شمارہ محرم ۷، ۱۳۱۶ھ ص ۲۸ تا ۳۲

ندوۃ العلماء کے دفاع میں
وکیل اہل سُنت قاضی عبد الوہید کی سرفروشانہ جدوجہد
کی ایک واضح تصویر

بات مشہور ہو کہ سلیمان نسب دویم حسب سویم کا آدمی ہے۔
حاشا وکلا! جو میں نے کوئی بات اس قسم کی مشہور کی ہو، یا میرے گر
سے اس بات نے شہرت پائی ہو۔ اگر واقعی میں آپ اس کا ثبوت
دے سکیں تو دیکھیے، بشرط تحقیق میں ہر طرح تفصیر وار اور جناب
سے معافی کا امیدوار ہوں۔ میں تو جناب کے حسب و نسب سے
مطلق واقف نہیں، یہ خبر پھلواری ہی سے مشہور ہوئی ہو گی۔

میں نے ایسا ہی سننا تھا کہ آپ کے ہی گھر سے یہ خبر دور تک پہنچی،
آپ کو ایسا لازم نہ تھا، مجھے آپ سے اس کی سخت شکایت ہے۔
شah سلیمان: شah صاحب! زبانی خبروں پر آپ کو یقین کر لینا کب زیبا تھا،
ایا کم و ظن السوء، بہت سی زبانی بے بنیادی خبریں مشہور ہوا
کرتی ہیں، مگر عندالتفہیش ان کی اصلیت کا شہمہ تک نہیں ہوتا۔
بھگا اللہ! میں ہر طرح پر اس الزام سے بری ہوں۔ آپ کوئی
تحریری ثبوت پیش کریں تو میں اسی جلسے میں اپنی غلطیوں کے
اعتراف کرنے کو بھی موجود اور اپنے رسالے میں اپنی تکذیب
شائع کرنے کو مستعد ہوں۔ کیوں جناب میر نور الحسین صاحب!
رسالہ مبارکہ ”تحفہ حفیہ“ بفضلہ تعالیٰ ڈیڑھ برس سے اکناف و
اطراف ہندوستان میں شائع ہو کر مفید ہر خاص و عام ہو رہا ہے۔
کوئی دباقچپا رسالہ نہیں۔ جناب کے ملاحظہ سے بھی گزرتا ہے،
آپ ہی بلا رو رعایت اپنے انصاف و دیانت سے ارشاد فرمائیں
کہ کہیں بھی کوئی ایسی بات ”تحفہ حفیہ“ میں لکھی گئی ہے؟
میر نور الحسین صاحب: نہیں، ہرگز نہیں، ہاں بھی سلیمان صاحب! واللہ ایسا نہیں ہے۔
ہمارے وحید میاں کی یہ عادت نہیں۔

محمد عبدالوحید:

ہیں۔“

شah سلیمان:

”مجھے بھی بخدا آپ سے کچھ رنجش نہیں، (مصافحہ بھی ہوا) ہاں! چند باتیں
محض محبنا دروش پر عرض کرنی ہیں، آئیے ہم آپ باتیں کر لیں۔“

محمد عبدالوحید:

”پشم ماروشن، دل ما شاد۔ بسم اللہ، میں بھی ہر طرح اس پر راضی ہوں۔“

مولوی عبد الرحمن مدراس خانقاہ چلواری: (ہاتھ میں ہاتھ دے کر)

”مولوی عبد الوحید صاحب! یہاں ہاتھوں کا کون سا موقع ہے، سہ درہ
(جہاں مولوی محمد مجی الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ برابر تشریف رکھتے ہیں) میں چیز،
وہاں باطمینان باتیں ہوں گی۔ میں بھی اس مصالحت سے بہت خوش ہوا۔“

چنانچہ سب لوگ وہاں پہنچے، عائد کا بہت اچھا خاصاً مجمع تھا۔ صاجزادہ
صاحب بھی وہیں تشریف رکھتے تھے اور آنے جانے والوں کا شانہ تھا۔

”مولوی عبد الرحمن صاحب! مصالحت کی باتیں شروع ہوں؟“

”ہاں! مولوی سلیمان صاحب آپ آغازِ کلام فرمائیں۔ خدا کرے کہ آج
اسی تقریب کی بدولت اس قضیہ نامرضیہ کا وجود تک باقی نہ رہے۔“

مولوی مشمش اضخمی صاحب آروی:

”ہمیں بھی یہ مصالحت بہت مرغوب ہے۔ اللہ پاک باحسن وجوہ مصالحة کرادے۔“

شah سلیمان: قاضی عبدالوحید صاحب آپ ادھر متوجہ ہوں، میں آپ سے چند
شکایتیں ہیں، ہر بات کا تفصیلی جواب دیں۔

محمد عبدالوحید: جناب شah صاحب! جو کچھ کہنا ہو، فرمائیے، میں ہمہ تن متوجہ ہوں۔

قاضی صاحب! آپ میں اور ہم میں مذہبی مخالفت جو تھی، وہ تو تھی
ہی مگر آپ سے ہمیں ہرگز یہ امید نہ تھی کہ آپ کے گھر سے یہ

مولوی عبد الرحمن صاحب اور مولوی شمس الخلقی صاحب:

مولوی شاہ سلیمان صاحب! اب اسے رہنے دیجیے، جب مولوی محمد عبدالوحید صاحب اس سے برآٹ ظاہر کرتے ہیں پھر بات ہی کیا رہی۔

محمد عبدالوحید: فی الواقع یہ الزام مجھ پر آہی نہیں سکتا۔ مولوی شاہ سلیمان صاحب اسے برآٹ سمجھیں یا جو کچھ۔ کوئی یقینی تحریر یا تقریری ثبوت ہوتا میں معدتر کو حاضر ہوں، ورنہ سراسراً الزام ہے۔

شاہ سلیمان: بریلی سے ”تحفہ نمک سلیمان“^(۱) نامی رسالہ شائع ہونے والا ہے، اس میں میرے حسب و نسب میں کلام کیا گیا ہے۔ میرے بعض مخلصین نے ہمیں اس کی اطلاع دی ہے۔ ہم بھی ”پٹھانی“، رسالہ شائع کریں گے اور ترکی بے ترکی جواب کو مستعد ہیں۔ اسی امر کا میں نے شاہ امین صاحب بہاری سے تذکرہ کیا تھا اور کہا تھا کہ جناب! جب میرے حسب و نسب میں کلام ہونے لگا، پھر آپ بھی اپنی خیریت منایے۔ آپ بھی اس حملے سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ چنانچہ شاہ صاحب بہاری مخالفین ندوہ سے بہت برا فروختہ ہوئے اور ناخوشی ظاہر فرمائی۔

محمد عبدالوحید: جناب مولوی شاہ سلیمان صاحب! یہ کب کی بات ہے؟
شاہ سلیمان: ایک مہینے کا عرصہ گزرا۔

محمد عبدالوحید: پندرہ روزوں سے کم ہوا کہ احتقر بہار شریف گیا تھا اور حضرت شاہ صاحب بہاری قبلہ کے شرفِ ملازمت سے بہرہ اندوز ہوا۔ ”سر قستان قدس“^(۲) جو فی الحال بریلی سے خود شاہ صاحب کے ہاں آیا تھا اور بعجه معدوری شاہ صاحب نے اسے ملاحظہ نہ کیا تھا۔

میں نے اکثر مقامات سے سنایا۔ جناب مదوح دام بالکرم نے رسالہ ندوہ کی بڑی تعریف کی اور ہم مخالفین ندوہ ندوہ سے اپنی خوش نو دی خراج کا اظہار فرمایا۔

رسالہ ”تحفہ نمک سلیمان“ میں **ہملات** کی اشاعت کا کیا جواب ہوا؟ انہوں نے ہرگز ایسا نہیں لکھا ہے، بلکہ ارباب ندوہ کے اعراض عن الحق و مخالفت مذہب اہل سنت کا روشن ثبوت دیا ہے۔ وہ ہرگز اس الزام سے بری ہیں، دوسرے وہ رسالہ شائع بھی نہ ہوا اور قل سے ان پر الزام دی یہ کون سی منصفانہ روشن ہے۔ بعد ازاں اشاعت کا ادعا صحیح البتہ جاوے بے جا اعتراض کا حق ہے۔ اس وقت اگر آپ کا ادعا صحیح کلا اور انہوں نے بلا وجہ آپ کے نسب و حسب میں کلام کیا ہو، تا ہم عقلًا میں مورد الزام نہیں ہو سکتا۔ موافقت مذہبی **بریلوی** والوں سے مستلزم موافقت امور فرعیہ خانگی کی نہیں ہو سکتی۔ دیکھیے! آپ نے ”تحفہ حنفیہ“ میں مولوی اسماعیل دہلوی کی نسبت

شاہ سلیمان:

محمد عبدالوحید:

شاہ سلیمان:

(۱) بارہ سال کی علیٰ زندگی میں اب تک اس قسم کی کوئی کتاب نظر سے نہیں گزری، کہا جاسکتا ہے کہ یہ شاہ صاحب کا محض گمان تھا، ان کی یہ بدگمانی کسی جعلی خط کی بنا پر تھی، شاہ صاحب نے اپنے ایک خط میں خود لکھا ہے: میں ندوہ کا حامی ہوں اور اس کا رکن کہلاتا ہوں، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں نے اپنی دیانت و عقیدہ کو خراب کر دیا۔ حاشا و کلام میں یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ آپ سے یا علماء بدایوں سے مخالفت کروں اور روقدح کی سلسلہ جنبانی شروع ہو جائے (نحو ذ بالله)۔ مندوہ ما! میں تو آپ صاحجوں کا ہم خیال ہوں، کا برعکن کا بڑ۔ پھر آج ندوہ کی وجہ سے کیوں ایسا کروں اور میں بلا تغیر و تور

علیہ السلام کا دینی بھائی کہلاتے ہیں اور منقصت و قباحت خیال نہیں کرتے۔ پھر یہ بات کہاں تک پہنچے گی، احتراز کیجیے اور اس پلید کو امام عالی مقام علیہ السلام کا دینی بھائی نہ کہیے۔ ثانیاً میں پھر بھی الزام سے پاک ہوں، مجھے شکایتِ ضروری۔ ہاں اگر ”تحفہ“ میں اس کا شبہ تک ہوتا تو میں بے شک مجرم تھا۔

(میر نور الحسین صاحب سے مخاطب ہو کر) کیوں میر صاحب! آپ ہی کہیے کہ میں نے کہیں ”تحفہ“ میں ذاتیاتِ مولوی شاہ سلیمان صاحب میں کلام کیا ہے؟ بد مذہب و گمراہ اور مخالف اہل سُنت و الجماعت ضرور میں نے لکھا ہے اور اب بھی میں اعلانیہ کہتا ہوں۔

میر نور الحسین صاحب: بھائی سلیمان صاحب! اللہ! **تحفہ** ”تحفہ“ میں وحید میاں نے ایسا نہیں کیا، ورنہ میں خود اسے روانہ رکھتا اور ان پر شکایت کرتا۔

شاہ سلیمان: اکثر مقامات پر میں نے کتابوں میں نشان دے رکھا ہے اور حدیث منتخب کر لیا ہے اور حضرت فرید الدین رحمہ اللہ نے بھی یہ لکھا ہے کہ یزید پلید حضرت امام حسین علیہ السلام کا دینی بھائی تھا۔^(۱)

محمد عبد الوحید: صحیت نقل درکار ہے، دعویٰ بلا دلیل معتبر نہیں، یزید کا ابن صحابی ہونا کچھ تو پروادھ کا پڑنا چاہیے۔ مولانا! میں نے صد ہا کتابیں وہابیہ کی تردید میں لکھی ہیں اور اکثر چھپ کر شائعِ ذائقہ ہیں، مثلاً ایصال ثواب، درود و سلام، رسالہ حضوری (مکتب شاہ سلیمان، محررہ ۱۳۱۳ھ بنام امام احمد رضا، بحوالہ استہارات نہصہ ص ۳-۲)

(۱) یہ ایک قصیدہ ہے، ۱۳۱۵ھ میں امام احمد رضا نے لکھا، یہ قصیدہ سید شاہ ابو الحسین احمد نوری مارہروی کی مدح میں ہے۔

(۱) شاہ صاحب کے بیان میں اتفاق نظر آتا ہے، دوسرا جگہ انہوں نے یہ کہا ہے: فقہاء کرام نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ ایک شخص میں اگر تنانوے و جہیں کفر کی پائی جائیں اور ایک وجہ بھی عدم کفر کی

لکھا ہے کہ اس نے گر آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صریح گالیاں دیں، مگر ہم لزوم کفر سے تکفیر نہیں کرتے۔ یہ قول باطل ہے۔ ہم تو ضرور ایسے شخص کی تکفیر کریں گے۔ امورِ منصوصہ میں تاویل جائز نہیں۔^(۱)

شاہ سلیمان: گر لزوم کفر سے عدم تکفیر قطعی اسلیعیل دہلوی کی وجہ رسالہ ”سلیفہ الہندیہ“^(۲) مندرجہ ”تحفہ حفیہ“ میں بالصریح مذکور ہے۔ اگر آپ تکفیر ہی کریں تو ہمیں کوئی وجہ نہیں، ضرور اس گراہ دہلوی کے کلماتِ کفریہ ایسے ہیں کہ ہر مسلمان اس کا مخالف ہو۔ پھر آپ اگر باتباع بعض علماء اہل سُنت جو لزوم کفر پر ہی تکفیر کر بیٹھے ہیں، تکفیر اسلیعیل کریں تو میرا کیا ضرر؟

حضرت مجدد مآۃ حاضرہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی قبلہ مظلہ نے تکفیر قطعی اسلیعیل فقط اس لیے نہ کی کہ لزوم والتزام میں فرق سمجھا اور محققانہ روشن اختیار کی۔ دوسرے مسلک مبارک سیدنا امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تکفیر قطعی سے احتیاط اور حتی الوع کف لسان کرتے ہیں۔ گوتنڈ لیل تحلیل میں اس تکفیر سے شدت کم نہیں، بلکہ بذر جہاز اند ہے۔

شاہ سلیمان: رسالہ بریلی میں مجھے یزید کا بچہ، شمر کا پوتا لکھا ہے، مگر میں صبر کروں گا، جواب اس کا نہ دوں گا۔

محمد عبد الوحید: کسی رسالہ میں ایسا نہیں لکھا گیا، بلکہ ازاً مایہ بات کی گئی۔ جب مولوی شاہ سلیمان صاحب (معاذ اللہ) یزید پلید کو سیدنا امام حسین پیار کر کہوں گا کہ مذوہ العلما کے الف سے یہی علماء اہل سُنت مراد ہونا چاہیے نہ روافض و خوارج و پیچرے وہابیہ غذیم اللہ۔ مولانا! میں ننگ خاندان ہوں، مگر نسبت میری کسی بارگاہ میں ضرور ہے،

گزرچکی ہیں۔ میں اپنی جماعت علماء اہل سنت مخالفینِ ندوہ میں ایک معمولی شخص ہوں اور مولوی شاہ سلیمان صاحب پھلواروی رکنِ عظیمِ ندوہ اور ستہ ضروریہ سے ہیں۔ بہتر ہوتا کہ مجلس علماء اہل سنت بریلی کے چیدہ اشخاص سے مبالغہ کر لیتے تو قطعی فیصلہ ہوتا، ورنہ میں خود ہر حال مستعد ہوں۔

مولوی حکیم ایوب پھلواروی صاحب ”قول الفاصل“ برادر خود مولوی شاہ سلیمان رکنِ عظیمِ ندوہ:

تم لوگ (مخالفینِ ندوہ) کیا مبالغہ کریں گے۔ ان کے پیشواد مقتدا مولوی عبدالقدار صاحب بدایوں تو لکھنؤ میں مبالغہ و مناظرہ سے بھاگ نکلے۔^(۱)

محمد عبدالوحید:

جناب! اثنائے گفتگو میں آپ کو (مولوی حکیم ایوب صاحب پھلواروی) بے وجہ خلاف کلام کرنے کا کیا حق ہے۔ یہ بات آدابِ گفتگو سے بعید ہے۔ رہا اعتراف، بالکل بے بنیاد اور غلط ہے۔ خدا کی شان! آپ برعکس واقعہ لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں اور علماء حقوقی کی منقصت فرماتے ہیں۔ جناب من! میں اس قصے سے بخوبی واقف ہوں۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت تاج الفحول محب الرسول مولانا شاہ محمد عبدالقدار صاحب قادری بدایوں قبلہ مدظلہ کے مقابلے میں اراکین ندوہ کو لکھنؤ میں تاب مقاومت نہ ہوئی اور لکھنؤ میں مبالغہ و مناظرہ سے

(۲) بہازی سائز پر ۲۰ صفحے کا یہ رسالہ محض ایک دن پہلی جمادی الآخرہ ۱۴۳۲ھ کو روز جمع لکھا گیا ہے، امام احمد رضا نے اس میں پچاس کتابوں کے ساتھ حوالے پیش کیے ہیں، پہلی اشاعت ”تحفۃ خفیہ“ پڑنکی ہے، جو سامنے ہے، فتاویٰ رضویہ میں تخریج و تبریز، جلد ۵، طبع لاہور میں بھی یہ رسالہ شامل ہے۔ (مس مصباحی)

یا نسبی بھائی ہونا اور بات ہے اور مذہبی بھائی ہونا اور شے ہے۔ نفس حدیث ”من قالالجنة“ نقل کرنا بے شک صحیح ہے، مگر اس سے انکار ضروریاتِ دین کو شمارنہ کرنا چیزے دیگر۔ اس طرح یزید پلید کو قرابت کا بھائی بتا کر اثبات اتفاق و اتحاد باہمی حضرات اہل سنت و انفار بدعوت کی دلیل پکڑنا ہرگز درست اور مفید مطلب نہیں ہو سکتا۔

شاہ سلیمان: اچھا! آپ مجھے کیا سمجھتے ہیں، صاف صاف کہیے۔

محمد عبدالوحید: احقر آپ کو باعثِ شرکت و موافقتِ ندوہ مخدولہ مگر اہ او بدمہب یعنی مخالفِ ندوہ اہل سنت جانتا ہے اور علی روایت الاشہاد کہتا ہوں۔

شاہ سلیمان: مخالفِ اہل سنت نہیں، بلکہ یہ کہیے کہ ہم تو تھیں (مولوی شاہ سلیمان) کو سُنی نہیں جانتے ہیں۔

محمد عبدالوحید: گومنشا ایک ہی ہے مگر تعمیل حکم کے خیال سے اس جملہ ”آپ سُنی نہیں ہیں“ کو عرض کرتا ہوں، مگر اس کی عایت کیا ہے؟ ارشاد ہو۔

شاہ سلیمان: میں سُنی ہوں اور جو بدمہب ہو، اس پر خدا کا غضب نازل ہو (اس جملہ کا چند بار اعادہ کیا) آپ لوگوں کی ہمت ہے۔ چنانچہ بموجہ جناب شاہ امین احمد صاحب بہاری مزار مبارک حضرت مخدوم الملک رحمہ اللہ پر میں اس امر میں مبالغہ کرنے کو موجود ہوں، آپ کو مبالغہ میں کیا غذر ہے؟

حاضرین جلسہ بالخصوص مولوی عبدالرحمن صاحب خانقاہی اور مولوی شمس الصحی آروی:

کیوں مولوی محمد عبدالوحید صاحب آپ کو مبالغہ میں اب کیا چوں

پیدا ہو تو اس کی تکفیر ہرگز چونکی گنجائش کو جلالہ مخلص مولوی شاہ سلیمان ارناؤ صاحب نازم قبور ہر چند تائیں باور دشمن علیہ مخلوع عبدالولی یعنی و مجھے بھی کچھ غذر نہیں، مگر اس کامآل کا رکیا ہوگا، ایسی باشیں چند دفعہ

شاہ سلیمان: مولوی ایوب صاحب (برادرِ خور دمدوح) دوات قلم و کاغذ لایے اور بہت جلد لایے۔ (چنانچہ مولوی ایوب صاحب لے آئے)
مولوی شاہ سلیمان صاحب پھلواروی رکن اعظم ندوہ نے کاغذ پر عبارت ذیل (نقل بالمعنی) تحریر فرمائی:

”کی محمد سلیمان پھلواروی بمقام مزار مبارک حضرت مخدوم الملک رحمہ اللہ اس امر پر قاضی عبدالوحید صاحب سے مبالغہ کرتا ہوں کہ میں سُنّتی ہوں، بوجہ شرکت ندوہ میں بد منہب نہیں ہو گیا۔ اگر یہ قول میرا صحیح ہو تو میرے فریق پر غصب الہی نازل ہو، ورنہ بالعکس مجھ پر۔ اس طرح میں مناظرہ کرنے کو قاضی عبدالوحید صاحب یا شاہ امین احمد صاحب یا مولوی عبدالقدار صاحب یا مولوی احمد رضا خان صاحب یا کسی اور سر برآ وردہ عالم مخالف ندوہ سے موجود ہوں۔“

میر نور الحسین صاحب: حضرت مولانا شاہ عبدالقدار صاحب یا مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب کی یہاں کیا ضرورت ہے؟ آپ بھی اپنے ندوہ سے مولوی لطف اللہ صاحب صدر اور مولوی محمد علی صاحب ناظم کو بلوائیے تو پھر ہم بھی ان دونوں حضرات کو تکلیف دیں گے۔ ورنہ یہاں تو بھائی سلیمان صاحب! آپ کے مقابلے میں وحید میاں مبالغہ و مناظرہ کو کافی ہیں۔ مبالغہ شروع ہو، مجمع کو بھی بڑی تمنا ہے کسی طرح بھی یہ جھگڑا چوکے۔

شاہ سلیمان: قاضی وحید صاحب! یہ کاغذ لیجیے، آپ اس پر وہی عبارت مبالغہ و مناظرہ ارقام کیجیے۔

محبوب عبدالوحید نے تاج الفوں بنتوا نا عبید اللہ افقار برادر پیوی مبالغہ کر لیجیے پھر مناظرہ ۱۳۱۴ھ ہو گا۔ میں مبالغہ کو خلاف مخدوم عبد الحق میں ملکیتی چالکی اتفاق جلوسوں میں کیجوں نہ کوئی ملاح ندوہ کے بارے میں جو واقعات

جان بچا کر پھلواری اور درجنگہ بھاگے۔
میر نور الحسین صاحب: وحید میاں آپ کس کس سے انجھیں گے؟ بھائی سلیمان صاحب کی باتوں کا جواب دیجیے۔

محمد عبدالوحید: جو مخالف حق کلام کرے اس کا جواب دینا ضروری ہے۔ حسب احکام ساکت رہتا ہوں، لوگوں کو بھی سمجھا دیجیے۔

شاہ سلیمان: مبالغہ ضرور مفید ہے۔ امر حق واضح ہو جائے گا۔ دوسرے الزام میرے سر سے دفع ہو جائے گا۔ کیوں ولی عالم صاحب (رئیس پھلواری والد منشی علی اسلام صاحب تاسید الندوہ) اور بھائی نور الحسین صاحب (رئیس پٹنہ) آپ ہمیں بد منہب نہ سمجھیں۔ چاہے دنیا بھر مجھے گمراہ کہے، مجھے اس کی مطلق پرواہ نہیں۔

محمد عبدالوحید: اگر آپ کا ایسا خیال ہے کہ مبالغہ سے حق و ناقص کھل جائے گا تو یہ احقر البر یہ محمد عبدالوحید غلام صدیق حنفی الفردوسی منتظم ”تحفہ حنفیہ“ پٹنہ آپ (مولوی شاہ سلیمان صاحب پھلواروی رکن اعظم ندوہ) سے مبالغہ کوتیار ہے۔ بسم اللہ! آپ بھی ہمت فرمائیے۔

مولوی عبدالرحمن نقابی: آخر مبالغہ کس امر پر ہو گا اس کا بھی تصفیہ ضروری ہے۔
میر نور الحسین صاحب: کاغذ، قلم اور دوات منگوائیے تحریری گفتگو چھی ہوتی ہے۔

(۱) شاہ سلیمان نے اپنی ایک تقریر بمقام بریلی بیارت خ شوال ۱۳۱۳ھ میں ابن جم شقی کو حضرت علی حیدر کراہی اور یزید پلیک کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کا بھائی کہا تھا، اس مکالمہ کا اشارہ اسی طرف ہے۔ (بحوالہ الشہرات خمسہ، مطبوعہ بریلی ۱۳۱۳ھ ص ۶)

(۱) مولانا ایوب پھلواروی کا یہ بیان خلاف واقع ہے، مولانا موصوف اور ان کے بھائی شاہ سلیمان

محمد عبدالوحید:

دیکھیے! اب اطمینان میسر آئے اور پھر موقع نصیب ہو۔ صاحبو!
میں بہار شریف میں بھی مباہلہ کو موجود اور یہاں پر بھی حاضر
ہوں۔ اب مولوی شاہ سلیمان صاحب رکن اعظم ندوہ کو اختیار
ہے۔ مجھ پر الزام نہیں ہو سکتا۔

(مولوی عبدالرحمن صاحب خانقاہی اور میر نور الحسین صاحب
رئیس پٹنہ سے مخاطب ہو کر) جناب! آپ حضرات محرک مصالحہ
تھے۔ اب منصفانہ ملاحظہ کیجیے کہ احتقر البریہ محمد عبدالوحید سُنی الحنفی
الفردوسی منتظم "تحفہ حنفیہ" حسب استدعا فریق ثانی اپنے اور نیز
حسب ہدایت آپ صاحبوں کے مباہلہ کو مستعد ہے۔ مجھ پر عار
فرار عائد نہیں ہو سکتا۔

سکوت۔ گاہے وہی جواب کہ جب فراغت نصیب ہو۔ بہار
شریف میں مباہلہ کروں گا۔

(حاضرین جلسہ سے مخاطب ہو کر) صاحبو! یہ احتقر البریہ محمد
عبدالوحید سُنی الحنفی الفردوسی منتظم "تحفہ حنفیہ" مولوی شاہ سلیمان
چھلواری رکن اعظم ندوہ سے مباہلہ کو آمادہ ہے۔ آپ حضرات
اس کے شاہد ہیں کہ مجھے کچھ عذر نہیں۔ اب فریق ثانی کو اختیار
ہے۔ میں بحمد اللہ الزام سے پاک ہوں، اتمامِ جھٹ کر چکا۔

(چنانچہ اسی کلام کا میں نے اعادہ کیا)

مولوی عبدالرحمن صاحب: بے شک آپ مستعد ہیں، مگر شق ثانی یعنی مناظرہ میں آپ کو کیا
تأمل ہے۔

شاہ سلیمان نہ منے نہ آپ بے شک روشنی مل جہاں پوچھوئے ہوئے بدایوں تشریف لے گئے۔ تفصیل
مکالمہ کیسے چند قدر موالی کے فاصلے رہیے، ہوئی پھر پورت ملیل کوچھے تو کوئی
مکالمہ نہیں ادا دھر ہو گئی حتیٰ فراغت شاہ سلیمان نہیں تینیں ملیلہ ہنر و فنگی گل میں رہے، ندوہ

شاہ سلیمان:

میں تو بہار شریف میں مزار مبارک پر مباہلہ کروں گا۔

جناب! بہار شریف بہت دور ہے، ہم اور آپ یہاں موجود ہیں،
حاضرین جلسہ بھی متمنی ہیں، بہتر ہو کہ یہیں مباہلہ ہو جائے، ورنہ
جیسی مرضی سامی، میں بہر صورت مستعد ہوں۔ جناب شاہ
بدرا الدین صاحب زیب سجادہ قبلہ مدظلہ کے مواجهہ میں اسی جگہ
بلکہ مزار مبارک حضرت پیر مجیب قدس سرہ العزیز پر مباہلہ ہو
جائے تو کیا خوب بات ہے۔

شاہ سلیمان: بہار شریف ہی میں مباہلہ کروں گا، یہاں شرائط مباہلہ مفقود ہیں۔

مولوی شمس الدین آردنی: بے شک تعمیل آیت کریمہ "ندع ابناء نا و اباء کم ملکی ضرورت ہے۔"

شاہ سلیمان: میرے اہل و عیال یہاں موجود ہیں، آپ کے نہیں، پھر مباہلہ
کیوں کر رہو؟

محمد عبدالوحید: پھر بہار شریف میں میرے اہل و عیال کیوں کر آ سکیں گے؟ بلکہ
چھلواری میں انہیں طلب کرنا، بہار شریف لے جانے سے کہیں
آسان ہے، مگر اس کی حاجت ہی کیا؟ ہم میں، آپ میں مباہلہ
ہونا چاہیے، ان شاء اللہ امر حق مکشاف ہو جائے گا۔ موجودگی اباو
نسا میں افضلیت ہوتی، نہ کہ مباہلہ باہمی ہوتا ہی نہیں۔ بسم اللہ!
یہیں مباہلہ فرمائیے۔

شاہ سلیمان: آپ کے اہل و عیال بھی ہیں یا نہیں؟

محمد عبدالوحید: بحمد اللہ! میں صاحب اہل و عیال ہوں۔ پھر اس سے اس کو کیا
مناسبت ہے۔ اُٹھیے، مزار شریف حضرت پیر مجیب علیہ الرحمہ (مقام
رومنا ہوئے وہ بتاتے ہیں کہ ادا کیسے چند قدر موالی کے فاصلے رہیے، ہوئی پھر پورت ملیل کوچھے تو کوئی
مکالمہ نہیں ادا دھر ہو گئی حتیٰ فراغت شاہ سلیمان نہیں تینیں ملیلہ ہنر و فنگی گل میں رہے، ندوہ

یہ ندوہ کا خیال ہے، میں اسی مناظرہ میں مصلحت سمجھتا ہوں۔ آپ کو تقید ندوہ لازم ہے، اس کی مصلحت آپ کی مصلحت پر مقدم ہے۔ پہلے ندوہ سے اس غلطی کا اعلان کرادیجیے کہ مناظرہ (احقاق حق) کرنا بے شک عمدہ ہے۔ امر حق اس سے واضح ہو جاتا ہے۔ مخالفین ندوہ کا ایک اعتراض مجملہ اور اعتراضات کے یہ بھی ہے کہ ندوہ مناظرہ کو حرام ٹھہرا تا ہے۔

مولوی عبد الرحمن صاحب! پھر اس گفتگو میں حکم کون قرار پائے گا؟ جسے آپ کا بھی چاہے، حکم قرار دیجیے۔ خود مذہب اہل سنت و الجماعت کی مسلم البثوت کتابیں حکم قرار دی جائیں اور حضرت شاہ بدر الدین صاحب قبلہ زیب سجادہ قبلہ مدظلہ بھی منصف بنائے جائیں تو شاید کسی کو بھی اس کے قبول میں انکار نہ ہو اور ان کا فیصلہ معترض سمجھا جائے۔

میں مشائخ کو حکم بنانا نہیں چاہتا۔ کوئی عالم ہونا چاہیے۔ قصور معاف! پھر حضرت شاہ امین احمد صاحب بہاری قبلہ مدظلہ کے مواجہہ میں مبالغہ کی کیا ضرورت تھی؟ بہر حال مناظرہ کو مستعد ہو جائیے۔

کوئی تاریخ مقرر ہونی چاہیے اور اطمینان سے مناظرہ ہو۔ مطلق کلام کو مقید کرنے کا کیا فائدہ؟ بسم اللہ! اس جگہ مناظرہ ہو جائے، ہم موجود ہیں۔

نہیں، کوئی دن مقرر ہوا درمناظرہ ہو، اس کے لیے فراغت درکار ہے۔ مجھے ہر طرح مستعد سمجھیجیے۔ مگر اس مقام پر مناظرہ کرنے کا اور ہی لطف تھا۔ سب لوگ موجود ہیں، شاید یہ موقع پھر ہاتھ نہ آئے۔

شاہ سلیمان:

محمد عبدالوحید:

شاہ سلیمان:

محمد عبدالوحید:

شاہ سلیمان:

محمد عبدالوحید:

شاہ سلیمان:

مولوی عبد الرحمن:

شاہ سلیمان:

محمد عبدالوحید:

ہے کہ میں اپنی جماعت کا ایک معمولی شخص ہوں اور آپ ارباب حل و عقد ندوہ سے ہیں۔ مجلس علماء اہل سنت بریلی سے مناظرہ فرمائیے تو پھر نزاع ہی مرتفع ہو جائے، آپ سے تو شخصی بات ہوگی۔

مولوی عبد الرحمن صاحب: بے شک میں اس کا مشتق ہو کر درمیان میں پڑا، مولوی عبدالوحید صاحب ضرور اپنی جماعت کے ایک کمترین شخص ہیں، گوئیں برا معلوم ہو، مگر مولوی عبدالوحید صاحب معاف کریں۔ ہاں! مولوی شاہ سلیمان صاحب! مولوی عبدالوحید کا قول نہایت درست ہے۔ محمد عبدالوحید: امر حق میں ملال کیوں ہونے لگا؟ میں تو خود کہہ رہا ہوں کہ میں ایک معمولی شخص کم استعداد آدمی ہوں۔ پھر آپ کو مجھ سے مناظرہ میں کیا تأمل ہو سکتا ہے؟ میں ندوہ کو حق پر سمجھتا ہوں۔

محمد عبدالوحید: مجھے بھی آپ سے مناظرہ کرنے میں تأمل نہیں ہے۔ آپ اپنی تحریر میں یہ لفظ بڑھادیجیے کہ ندوہ کی جانب سے گفتگو ہوگی۔ میری شکست بعینہ اس کی شکست قرار پائے گی۔

شاہ سلیمان: میں خود گفتگو کرتا ہوں۔ ان کا بار میں کیوں اٹھاؤں۔ علاوہ بریں ندوہ مناظرہ نہیں کرنا چاہتا۔

محمد عبدالوحید: بہتر، یہی ہی۔ میں بھی اپنی جماعت کی طرف سے گفتگونہ کروں گا۔ شخصی گفتگو ہے گی، مگر جب ندوہ مناظرہ ہی نہیں کرتا، بلکہ مناظرہ اس کے نزدیک خود کشی و نفسانیت فی الدین اور سرپھول کا نام ہے، پھر آپ کس اصول پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ یہ مخالفت ندوہ ہو جائے گی اور فعل حرام کا ارتکاب ہوگا۔

آنے دیجیے، کچھ لکھا کیجیے تو مجھ سے پوچھ بھی لیا تو کیجیے۔

بہتر، میں بیٹھ جاتا ہوں، ابتداندوہ میں تین سال تک خواستگاری

اصلاح ندوہ کی گئی، مگر مسموع نہ ہوا۔ پھر اب کیا امید ہے؟

محمد عبدالوحید:

اس کے بعد ادھر ادھر کی باتیں رہیں، پھر میں بے معیت میر نور الحسین صاحب رئیس پٹنہ اپنی فرودگاہ پر آیا۔ افسوس! اتنے رزوقدح پر بھی اصل بات کا جواب نہ ہوا۔ رب العالمین ندوہ کو صراطِ مستقیم ندھب اہل سُنت پر قائم فرمائے اور اس کے اراکین کو ہدایت دے کر مفاسدِ ندوہ دور فرمائے۔

خادم اہل سُنت

محمد عبدالوحید غلام صدیق الحنفی الفردوسی

دیکھیے، میں شخصی طور پر بھی آپ سے مناظرہ کوتیار ہوں، الزام نہ دیجیے گا آئندہ آپ کو اختیار ہے۔

شاہ سلیمان:

نہیں، بعد اطمینان طفین مناظرہ ہونا چاہیے، ہم سے آپ سے دوستانہ باتیں ہونی چاہیں۔ میں آپ کے گھر بار بار آنے کا قصد کرتا تھا، مگر کئی وجوہ سے نہ آ سکا۔

محمد عبدالوحید:

جناب کا میرے غریب خانہ تشریف لانا، میرے لیے باعثِ اعزاز ہے، آپ خود تشریف لائیں۔

رواق منظرِ چشم من آشیانہ تست
کرم نما فرود آ کہ خانہ خانہ تست

مگر افسوس! بات کا کچھ فیصلہ نہ ہوا۔ بہر حال ہم منتظر ہیں، خدا بہمہ و جوہ اطمینان نصیب کرے۔

مولوی عبدالرحمن صاحب:

میں جانتا ہوں، افسوس! بات طے نہ ہوئی، کیوں مولوی شاہ سلیمان صاحب!

محمد عبدالوحید:

آپ کیوں رفع نزاع نہیں فرماتے؟

صاحبو!

میں مناظرہ کوتیار ہوں، آئندہ مجھے کوئی الزام نہ دیں۔

(حاضرین جلسے کے سامنے تین بار اس کلام کا اعلان کیا گیا)

مولوی عبدالرحمن صاحب:

آپ ذرا اور تشریف رکھیں اور میری التماس سنیں کہ جب ارشاد جناب ”میں بہر نواعِ مبالغہ و مناظرہ آمادہ ہوں“ مگر دیکھیے فریق ثانی کو کب تک فراغت خاطر نصیب ہو۔

مولوی عبدالرحمن:

مجھے بھی اس کا افسوس ہے کہ میری کوشش بے کار ہوئی۔

محمد عبدالوحید:

میر نور الحسین صاحب! اسم اللہ! اب رخصت ہوا جائے، بیٹھنے کا فائدہ نہیں۔

شاہ سلیمان:

قاضی عبدالرحیم صاحب! ذرا اور تشریف رکھیے۔ چائے اور پان

پہلی بحث

پہلی بحث جو علم غیب سے متعلق گزری۔ اس سے یہ سمجھنا کہ اس کا راست تعلق امام احمد رضا بریلوی (۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء- ۱۳۲۰ھ/۱۹۲۱ء) سے ہے، انتہائی غلط ہو گا اور بر صغیر کی مذہبی تاریخ سے بے خبری کی دلیل ہو گی۔ بلکہ اس کا سرشارتہ دور ذرا درور سے جڑا ہوا ہے۔

اس علمی اختلاف کا پہلا سبب ہے مولانا اسماعیل دہلوی (۱۲۳۶ھ- ۱۱۹۳ھ) کی انوکھی ”تفویہ الایمان“ کی تالیف ہے، ۱۵ محرم ۱۲۴۰ھ اور دوسرا سبب ہے مولانا امیر احمد سہوانی (۱۲۲۲ھ/۱۸۸۹ء- ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۵ء) کا نظریہ شش مشش، مولانا سہوانی کے نظریہ کی دلیل تھی اثر ابن عباس، حالاں کہ یہ اثر محمد شین و فقہا کے نزدیک ناقابل قبول ہے۔

یعنی مولانا سہوانی زمین کے اور چھ طبقوں میں چھ نبی و خاتم النبیین کے قائل تھے۔ اس دور میں جو علمی و روحانی مرکز تھے، مثلاً دہلی، خیر آباد، آگرہ، لکھنؤ، بدایوں اور بریلی، ان مرکز کے جو سر کردہ علماء اور روحانی پیشووا تھے، وہ بیک زبان سب کے سب اس نظریے کو غلط قرار دیتے تھے۔ چنانچہ ۱۲۸۲ھ/۱۸۷۱ء میں اس نظریے کے ثبوت و بطلان پر بمقام قصبه شیخوپور ضلع بدایوں مناظرہ ہوا۔ تاج الفحول مولانا عبدالقدور بدایوی (۱۲۵۳ھ- ۱۳۱۲ھ/۱۹۰۱ء) نظریہ شش مشش کے مخالف و متعض تھے۔ مولانا بدایوی کی طاقتور دلیلوں نے مولانا سہوانی کی زبان پر قفل چڑھا دیا۔

مولانا نذریاحمد سہوانی (۱۲۵۳ھ/۱۹۰۱ء) نے اس مناظرہ کی مفصل کیفیت ”مناظرہ احمدیہ“ کے نام سے ترتیب دی اور شائع کرائی۔ مولانا احسن نانوتوی (م: ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۵ء) ان دونوں بریلی ہوا کرتے تھے۔ وہاں ان کا پرلیں ”مطبع“

استدراگ

(تینوں بحثوں کا حقیقی رخ)

Nafsels

Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

اللہ کے پوتے اور عبد العزیز، شاہ رفع الدین اور شاہ عبدالقدار کے بھتیجے تھے۔ ان کا میلان محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف ہوا اور نجدی کا رسالہ ”**ردا استدرک**“ ان کی نظر سے گزر اور انہوں نے اردو میں ”**تفقیہ الایمان**“ لکھی۔ اس کتاب سے مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا۔ کوئی غیر مقلد ہوا، کوئی وہابی بنا، کوئی اہل حدیث کہلایا، کسی نے اپنے کو سلفی کہا۔ ائمہ مجتہدین کی جو منزلت اور احترام دل میں تھا، وہ ختم ہوا۔ معمولی نوشت و خواند کے افراد امام بننے لگے اور افسوس اس بات کا ہے کہ توحید کی حفاظت کے نام پر بارگاہِ نبوت کی تعظیم و احترام میں تقصیرات کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ یہ ساری قباحتیں ماہ ربيع الآخر ۱۲۳۰ھ کے بعد سے ظاہر ہوئی شروع ہوئی ہیں۔ اس وقت کے تمام جلیل القدر علماء کاملی کی جامع مسجد میں اجتماع ہوا اور ان حضرات نے با تفاق اس کتاب کو رد کر دیا۔^(۱)

ایک حوالہ اور دیکھیں ڈاکٹر جمال الدین اسلم مارہروی شعبۃ تاریخ و ثقافت جامعہ ملییہ دہلی میں پروفیسر رہچکے ہیں، ان کا بیان یہ ہے:

”در اصل انسیوسیں صدی سے ہی نظریاتی بنیادوں پر علماء مختلف مکاتب میں تقسیم ہونا شروع ہو گئے تھے اور مسلم معاشرہ بھی ان کی پیروی میں متعدد نہیں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ صدیوں تک ”ہدایہ“ ہندوستانی مسلمانوں کو راہ ہدایت دکھاتی رہی، لیکن ”نجد“ میں تصنیف کی ہوئی کتاب و سُفت کی ایک نئی تغیر ”التوحید“ کو انسیوسیں

صدیقی“ کے نام سے جاری تھا۔ اس مسئلہ میں مولانا نافتوی، مولانا امیر احمد سہسوانی کے حامی تھے اور مرتب مناظرہ احمد یہ بھی مولانا نافتوی کے خاص اصحاب میں تھے۔ خاتم ائمۃ القین مولانا نقی علی خان بریلوی (۱۲۳۶ھ/۱۸۳۰ء-۱۲۹۷ھ/۱۸۵۶ء) بریلوی میں متاز علمی اور ماجد امام احمد رضا بریلوی (۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء-۱۳۲۰ھ/۱۹۲۱ء) بریلوی میں متاز علمی اور با اثر روحانی شخصیت کے مالک تھے۔ مولانا بریلوی اس قضیے میں مولانا بدایوی کے ہم زبان تھے۔ اثر ابن عباس اور زیر بحث موضوع کو سمجھنے کے لیے ذیل کی کتابوں کا مطالعہ ناگزیر ہے:

- ۱) **الکلام الاحسن** مولانا ہدایت علی
- ۲) **تنبیہ المجهال بالہمام الباسط المتعال** مولانا حافظ بخش آنلوی
- ۳) **قول الفتح** مولانا فضح الدین بدایوی
- ۴) **آفادات صمدیہ** مولانا عبد الصمد سہسوانی
- ۵) **کشف الالتباس فی اثر ابن عباس**
- ۶) **قطاطیف موازینہ اثر ابن عباس**^(۱)

بر صغیر میں مذہبی آزاد خیالی کا دور ۱۲۳۰ھ سے شروع ہوا، ۱۵ ارمجمم کی کیا ہی وہ تاریخ تھی کہ ”**تفقیہ الایمان**“ جیسی قہر آں لوڈ کتاب تالیف ہو کر سامنے آئی۔ جس نے قوم مسلم کے ایمان پر واقعی قہر ڈھایا اور مسلم اتحاد کر پھی کر پھی ہو کر رہ گیا۔ اس کتاب کی حیثیت مذہبی کم، سیاسی زیادہ تھی۔ یہ مقام تفصیل کا متحمل نہیں، مولانا شاہ ابو الحسن زید فاروقی دہلوی کی بے تعصّب تحریر ملاحظہ ہو، آپ تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت مجدد (الف ثانی) کے زمانہ سے ۱۲۳۰ھ تک ہندوستان کے مسلمان دو فرقوں میں بڑھ رہے، ایک اہل سُنت و جماعت، دوسرے شیعہ۔ اب مولانا اسماعیل دہلوی کا ظہور ہوا، وہ شاہ ولی

☆ وہابی کا رسالہ متن تھا، یہ شخص (اسمعیل دہلوی) گویا اس کی شرح کرنے والا ہو گیا۔^(۱)
پورا خط اس بحث کے اخیر میں معاشرہ کریں۔
شاد ابو الحسن زید فاروقی اسلام شاد ابو الحسن قشبندی دہلوی کے نامور فرزند تھے۔
دہلوی میں پیدا ہوئے، وہیں تعلیم پائی، چار سال جامع از ہر مصر میں رہے اور امتیازی
پوزیشن حاصل کی، وہ غیر تنازع علمی شخصیت کے مالک گوشہ نشین بزرگ تھے۔ انہوں
نے محمد بن عبد الوہاب نجدی اور مولانا اسماعیل دہلوی کی سیرت، حالات اور کتابوں کا نگاہ
تحقیق سے مطالعہ کیا ہے اور دونوں سے اپنی شدید نفرتوں کا اظہار کیا ہے۔ بعد مطالعہ وہ
اس نتیجے پر پہنچ کر ”تقویۃ الایمان“ میں انہیں وہابیت کے اثرات نظر آئے اور ”تقویۃ
الایمان“ میں جو کچھ ہے وہ رسالہ ”ردا لاشراک“ سے لیا گیا ہے۔ ان کا یہ موازنہ و تجزیہ
بڑا ثقیتی ہے، میں اسے یہاں نقل کرتا ہوں۔ لکھا ہے:

تقویۃ الایمان کی حقیقت:

میرے سامنے ”تقویۃ الایمان“ کا وہ نسخہ جس کو ماہ شوال ۱۴۲۰ھ میں حاجی محمد
قططب الدین نے سید محمد عنایت اللہ کے اهتمام سے ”مطبع صدقیق“، واقع شاہ جہاں آباد
دہلوی میں طبع کرایا ہے، اس کے نوے صفحات ہیں اور حاشیہ پر میر محبوب علی^(۲) کی
تشریحات ہیں اور ترتیب اس طرح ہے:
ابتداً بِسْمِ اللَّهِ سے۔ پھر حمد و صلوٰۃ اور دعائے نیک توفیق، پھر چار صفحات کا
دیباچہ ہے، اس دیباچے میں دو آیات مبارکہ سے استدلال ہے اور دیباچے کے آخر
میں لکھا ہے: اس رسالہ کا نام ”تقویۃ الایمان“ رکھا اور اس میں دو باب ٹھہرائے۔ پہلے
باب میں بیانِ توحید کا اور برائی شرک کی اور دوسرے باب میں اتباع سُنت کا اور برائی

صدی میں ہندوستان درآمد کیا گیا، جس کا اردو ترجمہ ”تقویۃ
الایمان“، ”نفاق کا باعث بنا، شاہ اسماعیل دہلوی کی کتاب ”تقویۃ
الایمان“ کی اشاعت سے پہلے ہندوستانی مسلمان صرف دو
گروہوں میں منقسم تھے، اہل سُنت اور اہل تشیع۔ ان میں اول
الذکر کی آبادی کثیر تھے، لیکن ”تقویۃ الایمان“ کے بعد اختلافات
کا ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ سوادِ عظم اہل سُنت سے نکل کر لوگ
مختلف خیموں میں داخل ہونے لگے اور اس طرح سوادِ عظم کا
شیرازہ منتشر ہو گیا۔^(۱)

منقولہ دونوں اقتباس کا ہدف ”تقویۃ الایمان“ ہے اور ”تقویۃ الایمان“ کا
ماخذ محمد بن عبد الوہاب نجدی (۱۴۱۱ھ/۱۳۹۲ء-۱۴۰۶ھ/۱۷۹۲ء) کا رسالہ ”الاشترک“
اور ”کتاب التوحید“ ہے۔

”کتاب التوحید“ اور ”تقویۃ الایمان“ میں قدر اشتراک کی ایک اور قوی
ترین شہادت بھی ملاحظہ ہو۔ یہ شہادت مولانا اسماعیل کے حقیقی پچازاد بھائی مولانا شاہ
مخصوص اللہ دہلوی کی ہے، جو انہوں نے شاہ فضل رسول بدایوی (۱۴۱۲ھ/۱۷۹۷ء-۱۴۲۸ھ/۱۸۶۱ء)
کے ایک مکتوب کے جواب میں لکھا ہے۔ شاہ بدایوی نے اپنے خط
میں سات باتیں پوچھی ہیں، شاہ مخصوص اللہ پہلے، تیسرا اور چوتھے سوال کے جواب
میں تحریر فرماتے ہیں۔

☆ اسماعیل کا رسالہ موافق ہمارے خاندان کے کیا کہ تمام انبیاء اور رسولوں کی توحید کے
خلاف ہے۔
☆ اس کا رسالہ عمل نامہ برائی اور بکار کا ہے اور بنانے والا فتنہ گرا و مفسد اور غادی و مغفوی ہے۔

الشيخ عبدالوهاب طوبی لہ و حسن باب اقتصرناہ من کتابنا الكبير لتسهیل الضبط علی کل قاری من الكبير و الصغیر مرتب علی ما بین الباب الاول فی رد الشرک و الباب الثاني فی رد البدعة. الباب الاول فی رد الشرک و فيه خمسة فصول۔

پھر پانچ فصول اس نام اور ترتیب سے ہیں:

الفصل الاول فی تحقیق الشرک و تقبیحہ و تغمیسہ اور اس میں سات آیات ہیں۔

الفصل الثاني فی رد الاشراک فی العلم اور اس میں چھ آیات ہیں۔

الفصل الثالث فی رد الاشراک فی التصرف اور اس میں چھ آیات ہیں۔

الفصل الرابع فی رد الاشراک فی العبادۃ اور اس میں پانچ آیات ہیں۔

الفصل الخامس فی رد الاشراک فی العبادۃ اور اس میں تین آیات ہیں۔

بے حساب شمار کے یہ ۲۷ آیات ہوئیں، چوں کہ پہلی فصل کی دوسری آیت کا آخری حصہ تیری فصل میں چھٹی آیت ہے، اس لیے اس رسالے میں کل ۲۶ آیتیں ہوئیں۔ پہلی فصل میں نجدی نے اس عبارت سے ابتدائی ہے:

”اعلموا ان الشرک قد شاع فی هذا الزمان و ذاع و الامر الی ما وعد الله و قال: و ما يوم من اکثرهم بالله الا وهم مشرکون.“

جان لو! کہ اس زمانہ میں شرک بہت شائع اور پھیل گیا ہے اور کیفیت وہ ہو گئی ہے جس کا بیان اللہ نے کیا ہے اور کہا ہے اور یقین نہیں لاتے اور دوسری فصل ”فی رد الاشراک فی العلم“ کے آخر میں لکھا ہے:

”او دوسری فصل ”فی رد الاشراک فی العلم“ کے آخر میں لکھا ہے:

بدعت کی۔ پھر باب پہلا توحید و شرک کے بیان میں ہے، اس میں چھ آیات سے استدلال ہے۔ پھر الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراک، ہے، اس میں تین آیات سے استدلال ہے۔ پھر الفصل الثاني فی ذکر رد الاشراک فی العلم ہے، اس میں پانچ آیات سے استدلال ہے۔ پھر الفصل الثالث فی ذکر رد الاشراک فی التصرف ہے، اس میں پانچ آیات سے استدلال ہے۔ پھر الفصل الرابع فی ذکر رد الاشراک فی العبادۃ ہے، اس میں چھ آیات سے استدلال ہے۔ پھر الفصل الخامس فی ذکر رد الاشراک فی العبادۃ ہے، اس میں چھ آیات سے استدلال ہے۔

کل تیس (۳۳) آیات مبارکہ سے استدلال کیا گیا ہے، اس میں دو آیتیں دیباچے میں اور کتنیں (۳۱) پانچ فصلوں میں ہیں۔

وہابی کا رسالہ:

یہ وہ مختصر رسالہ ہے جو طائف سے اہل مکہ کو جمعہ ۱۴۲۱ھ کو پہنچا ہے اور اسی دن بیت اللہ شریف کے دروازے کے سامنے بیٹھ کر وہاں کے علماء کرام نے اس کا رد لکھا۔ اس رسالے کی کیفیت اس طرح ہے کہ شروع میں نہ بسم اللہ اور نہ حمد و صلوٰۃ، ابتداء اس طرح ہے:

اما بعد فهذا تفصیل لما اجمله و تلخیص لما فصل
المولی المستطاب امیر المؤمنین امام الموحدین

(۱) ولی اللہ محمدث دہلوی، شاہ، انفاس العارفین اردو، اسلامک بک فاؤنڈیشن سمن آباد لاہور، ۲۰۱۹ء، ص ۲۷۸

(۱) ابو الحسن زید فاروقی، مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان، شاہ ابوالخیر اکیڈمی، دہلی، ۱۹۸۲ء، ص ۹-۱۰

(۱) جمال الدین اسلم، ڈاکٹر، برطانوی راج میں مذہب اور سیاست، حاپلیکیشنز، نورنگر، دہلی،

اس پر حمل و حرم میں قال کرنا ہے، جس طرح (حضرت) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اہل مکہ سے قال کیا۔ آپ کے زمان کے مشرک شرک میں ہلکے تھے، اس زمانے کے موننوں سے، کیوں کہ وہ مشرک سختیوں میں اللہ سے اخلاص کرتے تھے اور یہ لوگ سختیوں میں اپنے نبی اور مشائخ کو پکارتے ہیں۔ اور جہاز میں جو شرک کے اقسام پھیل رہے ہیں، اس سے دھوکا نہ کھاؤ، کیوں کہ اصل شرک ان کے باپ دادا میں تھا اور وہ اپنے باپ دادا کے دین کی طرف پڑھے ہیں، جیسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر کہہ دیا ہے اور مسلم نے عائشہ سے روایت کی ہے اور باقی گناہوں میں حدود اور تعزیرات کا جرا کرنا واجب ہے، سوائے بدعتوں کے، کیوں کہ وہ شرک اکبر کے تابع ہیں اور اس باب کے بعد بدعت ہے۔

موازنہ:

اب تو وہابی کے ”رذ الاشراك“ سے مولانا اسماعیل کی ”تفقیۃ الایمان“ کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔ مولانا اسماعیل نے ابتداءً بسم اللہ سے کی ہے اور اردو میں حمد و صلوٰۃ لکھ کر تین صفات کا دیباچہ لکھا ہے اور آخر میں یہ لکھا ہے:

”اس رسالہ کا نام ”تفقیۃ الایمان“ رکھا اور اس میں دو باب ٹھہرائے، پہلے باب میں بیان توحید کا اور برائی شرک کی۔ دوسرے باب میں اتباع سُنت کا اور برائی بدعت کی۔ یہ باب پہلا توحید و شرک کے بیان میں، سننا چاہیے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب۔“ پھر آدھے صفحے کے بعد لکھا ہے:

(۲) میر محبوب علی، جامع ترمذی صاحب حسن نسیم پریم فیض مکمل: و میر گرام انصار و میمنے ہیں، انہوں نے تفقیۃ الایمان کی پڑھیں کمالاً و ہمہ میں نہ کوتلے، اکابر اللہ عزیز میں اکابر کا ہیں لا کاشوا لوگوں کی نظرت فیہ من

”ہماری بڑی کتاب ’التوحید‘ اور اس کی فصول میں زیادہ بیان ہے“ اور پانچویں فصل کے آخر میں درج ذیل عبارت لکھی ہے اور اس عبارک پر سالے کو ختم کیا ہے: ”هذا اخر ما اردنا فی باب الشرک ه هنا و فيه کفاية و من نشأ زيادة تفصیل فلیرجع الی کتابنا الكبير و الفصول و رسائل منفردة لاهل ملتنا من الموحدین و کل ما ذكرنا من افراد الاقسام الاربعة شرک اکبر يحب النهي عنه و القتال عليه حلا و حرما کما قاتل محمد اهل مکہ فان مشرک کی زمانہ کانوا اخف شر کا من مومنی هذا الزمان لان اوئلک کانوا يخلصون لله فی الشدائد و هؤلاء يدعون نبیهم و مشائخهم فی الشدائد و لا تغتر بشیوع اقسام الشرک فی الحجاز فان اصل الشرک کان فی ابائهم فرجعوا الی دین ابائهم کما نص علیه النبی صلی الله علیہ وسلم فی حدیث مسلم عن عائشہ و اما سائر المعااصی فیجب فیها اجراء الحدود و التعزیرات کما ورد فی الشرع خلا البدعات فانها تابع للشرک الاکبر و یتلوا هذا الباب باب البدعة۔“

”اور باب شرک کا اس جگہ یہ آخری بیان ہے اور اس میں کفایت ہے اور جو کوئی تفصیل کا طالب ہو، وہ ہماری بڑی کتاب اور فصول اور ان مستقل رسائل کی طرف رجوع کرے، جو ہماری ملت

(۱) فضل رسائل حمد و میر گرام انصار و میمنے ہیں، انہوں نے تحقیق میں اکابر کی پڑھیں کوئی ملکیت نہیں، اکابر (والله عزیز) میں مولانا اسماعیل اور تفقیۃ الایمان میں بیان ہوا ہے وہ عین اکابر ہے، اس سے روکنا واجب ہے اور

نہ نجملہ ”رُدُّ الاشْرَاك“ ہے، نہ بالکلیہ اس سے الگ ہے، بس یہ کہ دونوں میں ہمزاد کا رشتہ ضرور ہے۔ کریلا کیا کڑوا ہوتا ہے، پھر کہ وہ نیم چڑھا ہوا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ خبیری اور دہلوی کے رسالے بجز علماء خود دیوبند کے کسی عالم تو کیا کسی عام مسلمان کو پسند نہ آئے، درج ذیل کتب و رسائل نے جلتی پر تیل رکھ دیا۔ مثلاً

۱) صراط مستقیم

مولانا اسماعیل دہلوی، (۱۱۹۳ھ/۷۹۷ء-۱۲۳۶ھ/۱۸۳۱ء) سال تصنیف سے

۲) رسالہ یکروزی

مولانا اسماعیل دہلوی، (۱۱۹۳ھ/۷۹۷ء-۱۲۳۶ھ/۱۸۳۱ء) سال تصنیف سے

۳) چهارده مسائل

مولانا اسماعیل دہلوی، (۱۱۹۳ھ/۷۹۷ء-۱۲۳۶ھ/۱۸۳۱ء) سال تصنیف سے

۴) تحذیر الناس

مولانا قاسم نانوتوی، ()

۵) براہین فاطعہ

مولانا خلیل احمد نیٹھوی، (۱۲۶۹ھ/۱۸۵۲ء-۱۳۲۶ھ/۱۸۵۲ء) سال تصنیف سے

۶) المہند علی المفتّد

مولانا خلیل احمد نیٹھوی، (۱۲۶۹ھ/۱۸۵۲ء-۱۳۲۶ھ/۱۸۵۲ء) سال تصنیف سے

۷) فتاویٰ دشیدیہ

مولانا شیداحمد گنگوہی، ()

۸) حفظ الایمان

مولانا اشرف علی تھانوی، (۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) سال تصنیف سے

کہ شرک کرتے ہیں۔“

مولانا اسماعیل نے دیباچے میں دو آیتیں اور باب پہلے میں چھ آیتیں لکھی ہیں، پھر الفصل الاول فی الاجتناب عن الاشراك ہے اور اس میں پانچ آیتیں ہیں۔ پھر الفصل الثاني فی ذکر رد الاشراك فی العلم ہے اور اس میں تین آیتیں ہیں۔ پھر الفصل الثالث فی ذکر الاشراك فی التصرف ہے اور اس میں پانچ آیتیں ہیں۔ پھر الفصل الرابع فی ذکر الاشراك فی العبادة ہے اور اس میں چھ آیتیں ہیں۔

کل ۳۳ آیتیں ہیں، ان میں سے ۲۲ آیتیں خبیری کے رسالے سے لی ہیں اور گیارہ آیتیں آپ نے لکھی ہیں۔

”خبیری“ نے اپنے رسالے کے شروع میں لکھا ہے کہ یہ رسالہ دو ابواب پر مرتب ہے، پہلا باب ردِ شرک میں اور دوسرا باب ردِ بدعت میں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ مولانا اسماعیل ”تفقیہ الایمان“ کے شروع میں لکھتے ہیں: اس میں دو باب ٹھہرائے، حالاں کہ موجود ایک ہی باب ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ ۱۲۲۱ھ کو جو رسالہ مکرمہ بھیجا ہے، اس میں صرف ایک ہی باب ہے۔

مولانا اسماعیل نے ”خبیری“ کے رسالہ ”رُدُّ الاشْرَاك“ کو ہر وجہ سے اپنایا ہے۔ ”خبیری“ نے لکھا ہے کہ یہ کتاب دو ابواب پر مشتمل ہے، آپ (مولانا اسماعیل) نے بھی دو باب ٹھہرانے کا بیان کیا۔ ”خبیری“ کی ۲۶ مختصر کردہ آیات میں سے ۲۲ آیات مبارکہ کو آپ (مولانا اسماعیل) نے لیا ہے۔

”خبیری“ نے جو نام فضول کے رکھے ہیں وہ نام آپ (مولانا اسماعیل) نے رکھے ہیں۔ ”خبیری“ نے جس آیت سے اور بیان سے آغاز کیا ہے، آپ (مولانا اسماعیل) نے اسی آیت اور بیان سے ابتدا کی ہے اور پھر آیات شریفہ کے بیان میں ”خبیری“ کے بیان کا رنگ کہیں غالب، کہیں الغایب اور کہیں کچھ کم ہوتا ہے۔^(۱) یعنی دعا و وجوہہ و انتہیہ کا نظر الاصف من عیسیٰ الغایب و الکہیں کچھ کم ہوتا ہے۔^(۱) الباطل من

امت کے صریح خلاف ہیں۔ اس لیے پوری امت تب سے اب تک بے چین ہے اور محقق اکابر امت ان سے مناظرہ اور ان کا رد کرتے چلے آ رہے ہیں۔ رد و مناظرہ کا ایک جائزہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی:

جن کی طرف طائفہ وہابیہ کی نسبت ہے، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۱ء یا ۱۴۰۳ھ/۲۰۰۷ء میں پیدا ہوئے۔ مقامِ ولادت نجد کے مقام ”عفیہ“ ہے۔ ۱۴۰۶ھ/۱۹۹۲ء میں وفات ہوئی۔ مقامِ وفات علاقہ نجد ”درعیۃ“ ہے۔ ان کے کتب و رسائل کی تعداد بارہ یا تیرہ بتائی جاتی ہے۔ اس میں ”اکناف التوحید“ اور رسالہ ”دارالاشراق“ نمایاں ہے۔ نجدی کی شخصیت اور ان کی تالیفات جب سے اب تک باعثِ نزاعِ عین ہوئی ہیں۔ جب نجدی کا رسالہ مکرمہ پہنچا تو اسی دن اور اسی وقت وہاں کے جلیل القدر مشائخ نے اس کا رد لکھا۔

ملکہ مکرمہ میں ردالاشراق کا رد:

یہ رسالہ جمعہ ۱۴۲۱ھ کو چاشت کے وقت ملکہ مکرمہ پہنچا۔ اسی وقت ملکہ مکرمہ کے مدیر (ترکی فوجی افسر ہوا کرتا تھا) نے ملکہ مکرمہ میں موجود تمام علماء کرام کو حرم شریف میں جمع کیا اور احمد بن یوسف الباعلوی کو مقرر کیا کہ علماء کرام اس کا جواب تحریر کریں۔ چنانچہ بیت اللہ شریف کے مبارک دروازے کے سامنے اجتماع ہوا اور نجدی رسالے کا کچھ حصہ پڑھا جاتا تھا اور پھر اس کا جواب لکھ دیا جاتا تھا۔ عصر کی اذان تک اس سے فارغ ہوئے۔ زیادہ تر جوابات شیخ عمر عبد الرسول اور عقیل بن یحییٰ علوی نے لکھوائے ہیں اور کچھ جوابات شیخ عبد الملک اور حسین مغربی کے ہیں۔^(۱)

جن علماء کرام نے نجدی کا شدید تعاقب کیا ہے، ان کی تحریرات اور اقوال کا خلاصہ یہ ہے:

۹) بسط البنا

مولانا اشرف علی تھانوی، (۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) سالِ تصنیف سے

۱۰) جهد المقل

مولانا محمود الحسن دیوبندی، (۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء) سالِ تصنیف سے

ان جیسی اور کتابیں ہیں، جن سے نتوحید کا رتبہ اپنی جگہ بحال رہ سکا، نہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ رسالت محفوظ رہ سکی اور نہ ہی بر صغیر کا مسلم اتحاد باقی و برقرار رہا۔ ان کتابوں اور ان کی عبارتوں کا مقصد کچھ اس طرح ہے:-

۱) خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ (رسالہ یکروزہ)

۲) خدا زمان و مکان سے پاک نہیں۔ (ایضاح الحق)

۳) خدا اپنی اولاد بن سکتا ہے۔

۴) نبی کریم مر کریمی کے پیوند ہو گئے۔

۵) شیطان کا علم رسول کریم سے زیادہ ہے۔ (براہین قاطعہ)

۶) نبی اقدس کو اپنا کیل و شفیع مانتا ابو جہل کے شرک کے برابر ہے۔ (تفویۃ الایمان)

۷) نماز میں نبی اقدس کا خیال کرنے سے نمازی مشرک ہو جاتا ہے۔ (صراط مستقیم)

۸) اُمّتی عمل میں انہیا سے بڑھ جاتے ہیں۔ (تحذیر الناس)

۹) صحابہ کرام کو کافر کہنے والا سُنّت و مجامعت سے خارج نہیں ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

۱۰) ہر مخلوق اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (تفویۃ الایمان)

۱۱) انہیا گناہوں سے محفوظ نہیں ہیں۔ (تصفیۃ العقاد)

۱۲) دوسرا نبی پیدا ہونے سے ہمارے نبی کے ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں آتا ہے۔ (تحذیر الناس)

یہ اور ان جیسے اقوال و الفاظ سے مذکورہ کتابوں کے اوراق داغ دار ہیں، جو

قرآنی نصوص، احادیث صحیح، اسلامی عقائد و مسلمات، ضروریاتِ دین اور اجماع

۲) محو الحوبۃ فی شرح ابیات التوبۃ

علامہ بدرالملک سید محمد بن اسٹمیل الامیر الصغانی (۱۱۸۲)

علامہ موصوف نے پہلے نجدی کی مدح میں قصیدہ لکھا تھا، بعد میں ان کی خرافات پر مطلع ہوئے تو رجوع فرمایا اور یہ قصیدہ لکھا۔

۳) السیف الہندی فی ابانۃ طریقة الشیخ النجذی

امام عبد اللہ بن عیسیٰ بن محمد صناعی (یمن)

یہ کتاب ۱۲۱۸ھ میں لکھی گئی اور اس میں نجدی کا سخت رد کیا گیا۔

۴) تحریر الجہاد لمدعی الاجتہاد

علامہ عبد اللہ بن عبداللطیف شافعی

یہ بھی محمد بن عبد الوہاب نجدی کے استاذ تھے۔

۵) الصواعق و الرعد

علامہ عفیف الدین عبد اللہ بن داؤد حنبلی

اس کتاب پر بصرہ، حلب اور حساں اور غیرہ کے علماء کرام نے تقریظیں لکھیں۔

۶) خلاصة الصواعق و الرعد

قاضی رأس الخیمہ واقع عمان

۷) تهکم المقلدین بمن ادعى تجدد الدين

علامہ شیخ محمد بن عبد الرحمن بن عفیان حنبلی

اس کتاب کے مصنف نے یہ کتاب اور چند سوالات محمد بن عبد الوہاب نجدی کو بھیجا تو وہ جواب سے قاصر ہے۔

مارگ، دہلی، ۱۹۸۲ء ص ۵۳-۵۸

۱) محمد بن عبد الوہاب کا جزوی علم تھا اور غیری تھا۔

۲) وہ تقلید کو حرام کہتے تھے، اس سلسلے میں ایک رسالہ بھی ہے۔

۳) وہ خود ابن تیمیہ اور ابن قیم کے مقلد تھے۔

۴) انہوں نے کسی ماہر اوس سمجھدار استاذ سے نہیں پڑھا ہے۔

۵) وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو شرک اور کافر قرار دیتے تھے۔

۶) وہ بے دریغ مسلمانوں کا خون بھاتے تھے۔

۷) مکروہ فریب سے بھی مسلمانوں کو قتل کرتے تھے۔

۸) مسلمانوں کا مال اور اسباب لوٹتے تھے۔^(۱)

نجدی کے نظریات کو رد کرنے میں جہاں عالم عرب کے علماء صاف آر انظر آتے ہیں، وہیں عالم اسلام کے اہل علم و فقہہ بھی ہم نوادکھائی دیتے ہیں۔ ان کے رد و نکیر میں لکھی گئی کتابوں کی ایک ناتمام فہرست درج ذیل ہے:

۱) الصواعق الالہیہ فی رد الوہابیہ

علامہ شیخ سلیمان بن عبد الوہاب نجدی (م ۱۲۰۸ھ)

شیخ سلیمان، محمد بن عبد الوہاب کے حقیقی بھائی تھے، انہوں نے یہ رسالہ نجدی کی دعوت کے آٹھویں سال یعنی ۷۱۱ھ کو لکھا۔ علامہ محمد بن سلیمان کردی شافعی، یہ محمد بن عبد الوہاب کے استاذ تھے، انہوں نے شیخ سلیمان کی کتاب ”الصواعق الالہیہ“ پر کئی اوراق کی زبردست تقریظ لکھی۔ یہ کتاب ۱۳۰۲ھ میں پہلی بار شائع ہوئی، ۱۸۸۹ء میں مکتبہ ایشتنق، استنبول ترکی سے دوسری ایڈیشن نکلا۔

(۱) ابو الحسن زید، مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان، شاہ ابو الحیرا کلیدی، شاہ ابو الحیرا

- (۱۹) علامہ عبداللہ بن عیسیٰ المویسی نے رسالہ لکھا۔
 (۲۰) شیخ احمد مصری احسانی نے رسالہ لکھا۔
 (۲۱) شیخ محمد صالح زمری شافعی نے رسالہ لکھا۔
(۲۲) الانتصار للادولیاء الابرار
 علامہ طاہر سنبل حنبلی نے لکھی۔
 (۲۳) محمد شہیر علامہ صالح الغلاني اپنے وطن سے حریم شریفین ایک کتاب لے آئے،
 اس میں چاروں مذاہب کے علمائی تحریریں محمد بن عبد الوہاب کے روڈ میں تھیں۔
 (۲۴) شیخ محمد بن احمد بن عبداللطیف احسانی نے رسالہ لکھا۔
 (۲۵) شیخ الاسلام علامہ اسماعیل تیمی مالکی (م ۱۲۸۸ھ) ٹیونس نے رسالہ قلم بند کیا۔
 (۲۶) علامہ محقق سید محمود بغدادی حنفی نے رسالہ لکھا۔
 (۲۷) علامہ اجل محقق صالح الکواش ٹیونسی نے رسالہ لکھا۔
 (۲۸) شیخ سید منعمی نے قصیدہ دالیہ لکھا۔

محمد بن عبد الوہاب نجدی نے ایک جماعت سے کہا کہ اپنے سر کے بال منڈوا
 لو، جماعت نے انکار کیا، محمد بن عبد الوہاب نے ان سب کے سر قرم کر دیئے۔ اس جور و
 ستم کو دیکھ کر منکورہ قصیدہ لکھا گیا۔

- (۲۹) شیخ سید مصطفیٰ مصری بولاقی نے محمد بن عبد الوہاب کے تعاقب میں ۱۲۶ اشعار کا
 قصیدہ لکھا۔

- (۳۰) سعادۃ الدارین (دو جلدیں)
 علامہ شیخ سنتودی نے لکھیں۔

- (۳۱) الدردر السُّنْنَة فِي الرَّدِّ عَلَى الْوَهَابِيَّة
 علامہ محقق شیخ اجل سید احمد دحلان کی شافعی نے لکھی۔

- (۳۲) شواهد الحق فِي التَّوْسُلِ بِسَيِّدِ الْخُلُقِ

۸) التَّوْسُلُ وَ جَهَلَةُ الْوَهَابِيَّة

علامہ ابو حامد بن مرزوق

۹) الصَّارَمُ الْهَنْدِيُّ فِي عَنْقِ النَّجْدِيِّ

علامہ عطا، مکہ مکرمہ

۱۰) السَّیَوِفُ التَّقَالِ

بیت المقدس کے ایک بزرگ عالم دین

۱۱) السَّیَفُ الْبَاتِرُ لِعَقْنَقِ الْمُنْكَرِ عَلَى الْأَكَابِرِ

علامہ سید علوی بن حداد، مکہ مکرمہ

۱۲) مصباح الانعام و جلاء الظلام

علامہ سید علوی بن حداد، مکہ مکرمہ

۱۳) جلاء الظلام فِي الرَّدِّ عَلَى النَّجْدِيِّ الَّذِي أَضَلَّ الْعَوَامَ

علامہ سید علوی بن حداد، مکہ مکرمہ

۱۴) التَّوْسُلُ بِالنَّبِيِّ وَ جَهَلَةُ الْوَهَابِيَّة

علامہ سید علوی بن حداد، مکہ مکرمہ

۱۵) تحریص الاغنیا

علامہ عبداللہ بن ابراہیم میرغن

۱۶) قصیدہ فاقیہ

علامہ شیخ عبدالرحمن، احسان کے مشہور عالم

یہ قصیدہ ایک سو مرتبہ اشعار پر مشتمل ہے۔

(۱۷) علامہ احمد بن علی قبانی نے رسالہ لکھا۔

(۱۸) علامہ عبد الوہاب بن برکات شافعی نے کتاب تصنیف کی۔

کے معاصرین ہیں، کئی اساتذہ ہیں، ان حضرات گرامی قدر نے محمد بن عبدالوہاب کے فتنوں سے اُمت مسلمہ کو بچانے کی کوششیں کی ہیں۔ ان کتابوں میں شدائد تقدیمات ہیں، نفرتوں کا اظہار ہے، بعض نے محمد بن عبدالوہاب کو گراہ لکھا ہے، ان کے اقوال و اتباع سے بچنے کی تاکید و تلقین کی ہیں۔

مولانا اسماعیل دہلوی:

۱۱۹۳ھ/۹۷۰ء میں بمقام پھلت، ضلع مظفرنگر، یونی میں پیدا ہوئے۔

۵۳ رسالے رہا ۱۲ مارچ کے عرصے میں کو مقام بالاکوٹ، سرحد میں فوت ہوئے۔ (۱) وہ شاہ عبدالغنی دہلوی کے چھوٹے اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بھتیجے تھے۔ شاہ عبدالعزیز کے علاوہ شاہ رفیع الدین دہلوی اور شاہ عبدالقادر دہلوی جوان کے حقیقی پیچائے، نے ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا۔ ان کی تالیفات و کتب کی تعداد سترہ شمار کی جاتی ہے، اس میں ”تقویۃ الایمان“ سن تالیف ۱۲۶۰ھ سب سے نمایاں ہے۔ اسماعیل دہلوی، محمد بن عبدالوہاب نجدی، جن کے مختصر احوال اور مذکور ہوئے، جن پر ساری دنیا کے علماء کڑی تقدیمات کی ہیں، کے نظریات و افکار کے پُر جوش داعی و ترجمان تھے۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب ”رذ الشراک“ اور مولانا اسماعیل دہلوی کی ”تقویۃ الایمان“ میں جو قدر اشتراک ہے، اس کا مقابل و موازنہ شاہ ابو الحسن زید دہلوی کے قلم سے پیش کیا جا چکا ہے۔ تو ظاہر ہے جب نجدی مردو ڈھہر اتو دہلوی کو کبھی پاماں ہو جانا چاہیے۔ نجدی کا رد سب سے پہلے ان کے حقیقی بھائی شیخ سلیمان نے کیا تو دہلوی کا رد ان کے تینوں حقیقی اعمام گرامی قدر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ رفیع الدین

قادر یہ دربار مارکیٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۳۰۶-۳۰۷

(۱) ابو الحسن زید، مولانا، مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان، شاہ ابو الحیرا کی تقدیمی،

علامہ عصر یوسف نہیانی بیروت نے لکھی۔

الفجر الصادق

علامہ جمیل صدق ز حاوی نے لکھا۔

شیخ مهدی

مفتی فاس مرکاش نے مسئلہ توسل میں رسالہ لکھا۔

غوث العباد

شیخ مصطفیٰ حمای مصري نے لکھی۔

جلال الحق فی کشف احوال اشرار الخلق

شیخ ابراہیم حلی قادری السکدرانی نے تصنیف کی۔

البراهین الساطعه

علامہ کبیر الخراہی نے لکھی۔

الفتوول الشرعیة فی الرد علی الوهابیة

علامہ حسن شطی حنبلی دمشقی نے لکھی۔

التوسل بالانبیاء، والآولیاء

علامہ شیخ محمد حسین مخلف نے لکھا۔

المقالات الوفیة فی الرد علی الوهابیة

علامہ شیخ حسن خزک نے لکھا۔

جلاء القلوب و کشف الكروب

علامہ عبدالخفیظ بن عثمان قاری طائفی نے لکھی۔

علماء کبیر شیخ یوسف الدیجوبی شافعی نے ”محلۃ الاذہر“ مصر میں تین مقالے لکھے (۱)

(۱) الف) ہبھکس ناکمل نہیں مہم است مولانا اگر کتابیں بھی جو تقویۃ تو تقدیر اد سیکھوں اسے بھی متحفظ
ہلیکریا کر لیں یہ بیلہ کو جملہ علماء کی تصنیف نہیں کیمیں اندھہ میں جو فنا است منو گھونو بپھا عینے ابو ہلکتی

۱) **سعید الایمان** شاہ مخصوص اللہ بن شاہ رفیع الدین دہلوی
شاہ فضل رسول بدایوی کے خط میں شاہ مخصوص اللہ دہلوی لکھتے ہیں:
”پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ ”تفویۃ الایمان“ کمیں نے اس کا
نام ”تفویۃ الایمان“ ساتھ ”ف“ کے رکھا ہے، اس کے جواب میں
رسالہ جو میں نے لکھا ہے، اس کا نام ”سعید الایمان“ رکھا ہے۔ سمعیل
کا رسالہ موافق ہمارے خاندان کے کیا؟ تمام انبیا اور رسولوں کی توحید
کے خلاف ہے۔“^(۱)

مولانا ابو الحسن زید فاروقی دہلوی لکھتے ہیں: ”اگر اس رسالہ (سعید الایمان)
کا صحیح ترجمہ عربی میں کیا جائے اور عرب ممالک کو بھیجا جائے تو بجز خدیوں کے کوئی اس
کی حمایت نہیں کرے گا۔“^(۲)

۲) **حجۃ العمل فی ابطال الحیل**
شاہ محمد موسیٰ بن شاہ رفیع الدین دہلوی
شاہ صاحب کی ”حجۃ الامل“، ابھی غیر مطبوعہ ہے۔

۳) سوال و جواب

شاہ محمد موسیٰ بن شاہ رفیع الدین دہلوی

۴) چودہ استفسارات پر مشتمل سوال نامہ
مولانا مفتی رشید الدین خان دہلوی

اس کے جواب میں مولانا سمعیل دہلوی نے ”چہارہ مسائل“ لکھی۔

۵) **منتهی المقال فی شرح حدیث لا تشد الرحال**
صدر الصدرو مفتی صدر الدین آزردہ دہلوی

یہ کتاب ۱۲۶۲ھ میں طبع ہوئی۔ کتب خانہ محمدیہ جامع مسجد، ممبئی میں موجود ہے،
اس کے صفحات ۹۲ ہیں۔ اس کے آخر میں علامہ فضل حق خیر آبادی اور مفتی اسد اللہ مراد

دہلوی، شاہ عبدالقدار دہلوی اور ان کے حقیقی چچازاد بھائی شاہ مخصوص اللہ دہلوی اور شاہ محمد
موسیٰ نے کیا۔ ان حضرات کے تحریرات و بیانات کی نقل موجب تطولیل ہے، بس یہ ہے کہ
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے
تفویۃ الایمان ۱۵ محرم ۱۲۶۰ھ کو لکھی گئی اور جب وہ منظر عام پر آئی تو بائیں
خواجاؤں کا شہر دہلی اور وہاں کے علماء محدثین میں اضطراب پیدا ہو گیا۔ چنانچہ ۲۹ ربیع
الثانی ۱۲۶۰ھ میں جامع مسجد دہلی میں تاریخی مناظرہ ہوا۔
مناظرہ دہلی:

اس مناظرے میں علماء و فضلاۓ دہلی، جو منتخب روزگار سے تھے، شریک
تھے۔ شاہ مخصوص اللہ بن شاہ رفیع الدین دہلوی، مولانا محمد موسیٰ بن شاہ رفیع الدین
دہلوی، صدر الصدرو مفتی صدر الدین آزردہ، مفتی رشید الدین اور دیگر علماء اہل کمال
نے مناظرے میں حصہ لیا۔ سب سے زیادہ سرگرمی شاہ مخصوص اللہ دہلوی نے دھائی اور
”تفویۃ الایمان“ کے مندرجات کے متعلق سوالات و مواخذات کیے۔ حضرت مفتی
رشید الدین نے چودہ استفسارات پر مبنی ایک سوال نامہ پیش کیا اور بھری محفل میں مولانا
سمعیل جواب دینے سے عاجز و لا جواب رہے۔ یہ واقعہ ۲۹ ربیع الآخر ۱۲۶۰ھ کا ہے۔
اُس وقت سے آج تک دین کے ہمدرد علماء و فقہاء مولانا سمعیل دہلوی کی تالیفات و
نظریات کارڈ کرتے رہے ہیں۔

یہاں بھی ایک خام فہرست پیش خدمت ہے، جو تفویۃ الایمان کے روڈ میں لکھی
گئی کتابوں پر مشتمل ہے۔

ابوالخیر مارگ دہلی، ۱۹۸۲ء، ص ۳۶

(۱۳) تحقیق الفتوی فی ابطال الطفوی

علامہ فضل حق خیر آبادی (۱۲۱۲ھ-۱۲۷۸ھ)

تفوییۃ الایمان ۱۲۳۰ھ/۱۸۲۳ء کو لکھی گئی۔ اس میں دیگر اسلامی عقیدوں کے ساتھ مسئلہ شفاعت کا بھی انکار تھا۔ علامہ خیر آبادی سے سوال ہوا، علامہ نے جواب میں ”تحقیق الفتوی فی ابطال الطفوی“ لکھی۔ یہ کتاب ۱۸رمضان ۱۲۳۰ھ/۱۸۲۳ء کو تصنیف ہوئی۔ مولانا سلیمان نے لکھا تھا ”خدا چاہے تو خاتم النبیین کے کروڑوں مثلیں و نظیر پیدا کر سکتا ہے“، علامہ نے اس کا بھی رد لکھا۔ علامہ خیر آبادی کی اس کتاب پر علامہ مفتیان دہلی جو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے تلامذہ تھے، نے تصدیقی دستخط کیے، مہریں ثابت کیں۔ اُن کے نام یہ ہیں:

- ۱) شاہ مخصوص اللہ بن شاہ رفع الدین بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
- ۲) شاہ محمد موسیٰ بن شاہ رفع الدین بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
- ۳) مفتی صدر الدین آزروده صدرالصدور دہلی (۱۲۰۳ھ-۱۲۸۵ھ)
- ۴) مولانا شاہ احمد سعید مجذدی نقشبندی دہلوی
- ۵) مولانا مفتی رشید الدین خان دہلوی
- ۶) مولانا المتوکل علی اللہ محمد شریف دہلوی
- ۷) مولانا حاجی محمد قاسم دہلوی
- ۸) مولانا مفتی محمد حیات آرمی
- ۹) مولانا شاہ کریم اللہ دہلوی
- ۱۰) مولانا محمد رحمت
- ۱۱) مولانا محمد عبد الخالق
- ۱۲) مولانا محمد عبد اللہ
- ۱۳) مولانا خادم محمد

آبادی (۱۲۹۲ھ/۱۸۷۷ء) کی تقریبیات شامل ہیں۔ اس کتاب میں ابن تیمیہ کی ”اقتفاء الصراط المستقیم“ اور ابن حزم کی ”المحلی“ پر بھی تقید ہے۔

۶) نعم الانتباه لدفع الاشتباہ

مولانا معلم وابراهیم خطیب جامع مسجد دہلی

۷) دفع البهتان فی رد بعض نبیہ الانسان

مولانا مفتی محمد یونس مترجم عدالت شاہی، دہلی

۸) السیوف البارفة علی رؤس الفاسقة

علامہ اجل مولانا عبداللہ محدث خراسان

۹) حیات النبی

مولانا شیخ محمد عبدالسدیحی ثم مدنی

۱۰) رد المحتار معروف به فتاویٰ شامی

علامہ ابن عابدین شامی (۱۱۹۸ھ/۱۲۵۲ء-۱۸۳۶ھ/۱۴۰۳ء)

۱۱) رسالہ رد و ہابیہ

شاہ عین الحق عبدالجید بدایونی (۱۲۶۳-۱۱۹۱ھ)

۱۲) هدایة المسلمين الى طریق الحق والیقین

مولانا قاضی محمد حسین کوفی

(۱) یہ فہرست کتب جو روہاپیہ پر مشتمل ہے، مولانا ابو الحسن زیدی کی کتاب، جس کا حوالہ بار بار دیا گیا ہے، سے مأخوذه و مستنبط ہے۔ میں مصباحی

(۱) مولانا اسماعیل کے حالات حیات، جہاد اور وصال کے تفصیلی و تاریخی احوال کے لیے ملاحظہ ہو:

(الف) تاریخ تناولیاں، از سید مراد علی علی گڑھی، مکتبہ قادریہ، لاہور طبع ثانی ۱۹۷۵ء سن تصنیف

۱۸۷۵ء

(ب) حائل تحریک بالا کوٹ، از شاہ حسین گردیزی، الجمیع الاسلامی مبارک پور طبع ثانی ۱۹۸۸ء

تھے علامہ سید سلیمان اشرف بہاری سابق صدر شعبۃ العرب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ ان کی تحقیق و کوشش سے یہ کتاب پہلی بار ۲۰۰۸ء میں جادو پریس، جون پور سے چھپی۔ ایک عرصے سے نایاب تھی، اب حال ہی میں ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء میں مرکز تحقیقات اسلامیہ شادمان، لاہور نے دوبارہ طبع کی ہے۔ اس کا سلیس اردو ترجمہ کرنے اور عمده طباعت کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے مکتبہ حبیب گنج میں محفوظ ہے۔

(۱۵) تقریر اعتراضات بر تقویۃ الایمان (فارسی)

علامہ فضل حق خیر آبادی (۱۴۱۲ھ/۱۷۹۷ء-۱۴۲۸ھ/۱۸۰۸ھ)

یہ چندورتی رسالہ ہے، جو علامہ نے فوری طور پر تقویۃ الایمان پر لکھا تھا۔ اس کا مخطوطہ حکیم نصیر الدین کراچی (م: ۱۹۹۸ء) کے پاس تھا۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادری لاہور نے اس کا ترجمہ کیا ہے اور پہلی بار تحقیق الفتوی جو سرگودھا سے ”شفاعتِ مصطفیٰ“ کے عنوان سے شائع ہوئی ہے، میں ضمیمہ کے طور پر متن مع ترجمہ شائع ہوا ہے۔ اور گزر چکا کہ اس تقریر اعتراضات کے جواب میں مولانا اسمعیل دہلوی نے رسالہ یکروزہ لکھا۔

(۱۶) قصیدہ در رد تقویۃ الایمان

علامہ فضل حق خیر آبادی (۱۴۱۲ھ/۱۷۹۷ء-۱۴۲۸ھ/۱۸۰۸ء)

مولانا حیدر علی ٹونکی جن کا ذکر اوپر آچکا ہے، نے اپنے رسالے میں ایک عربی شعر بھی لکھا تھا، جو مولانا اسمعیل دہلوی کی حمایت و مدح میں تھا۔ علامہ علم و فن نے فی البدیلہ ۱۱۳۰ھ عربی اشعار کہہ دیئے، جو مولانا ٹونکی اور ان کے مددوں کی بحوث و قدح میں تھے۔

(۱۷) المعتقد المنتقد (عربی)

شاہ فضل رسول بدایوی (۱۴۱۳ھ/۱۸۰۹ء)

جو کتاب مکمل مکملہ ابوالحسن ریتیہ، رکھ کی فریر ماٹش پریس ایکتا پ تصنیف ہوئی۔ علامہ فضل حق خیر آبادی نے اپنے فضل فتح صدھیلہ الفردین آئندھی فہرست اصول و بردالیانی، شاہزادہ احمد بن عاصیہ تقویشم دلیلی

- (۱۴) مولانا محمد شریف
- (۱۵) مولانا محمد حیم الدین
- (۱۶) مولانا محمد حیات
- (۱۷) مولانا محبوب علی

اس کتاب کی زبان فارسی تھی۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادری، لاہور نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ ۱۴۲۹ھ/۱۹۹۷ء میں یہ ترجمہ مع متن مکتبہ قادریہ، لاہور سے شائع ہوا ہے، پھر دائرة المعارف الامجدیہ، گھوی، یوپی نے صرف اردو ترجمہ چھاپا ہے۔ ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی اکیڈمی بند ہال ضلع سرگودھا نے چوتھا ایڈیشن ”شفاعتِ مصطفیٰ“ کے نام سے نکالا ہے۔ اس ایڈیشن میں علامہ کا مختصر رسالہ ”تقریر براعتراضات“ جس کا ذکر آگے آتا ہے، بھی شامل ہے۔ المختار پبلی کیشن، لاہور سے اس کا پانچواں ایڈیشن عن قریب شائع ہونے والا ہے، جب کہ اصل متن کی اوّلین اشاعت ۱۴۲۹ھ کی ہے۔ یوں یہ کتاب چھمرتہ چھپ چکی ہے۔

(۱۸) امتناع النظیر (فارسی)

علامہ فضل حق خیر آبادی (۱۴۱۲ھ/۱۷۹۷ء-۱۴۲۸ھ/۱۸۰۸ھ)

تحقیق الفتوی میں چار مقامات ہیں، مقام دوم میں علامہ اجل نے مسئلہ امکان و امتناع نظر پر مدل و منصوص نتیجہ فرمائی ہے۔ ایک عرصہ گزر، تب مولانا حیدر علی بن عنایت علی رام پوری ثم ٹونکی نے اعتراضات اٹھایا اور ایک رسالہ لکھ کر مولانا اسمعیل دہلوی کی حمایت کی۔ مولانا ٹونکی، مولانا اسمعیل دہلوی کے شاگرد اور ان کی فکر سے متاثر تھے۔ علامہ خیر آبادی نے کتاب امتناع النظیر کیا لکھی، مولانا ٹونکی و مولانا دہلوی کے منہ پر ہمایلہ رکھ دیا۔

(۱۹) علامہ خیر آبادی کی مسیحی مورثاگرد تھے علامہ بدایت اللہ خان بن رفع اللہ خان رام پوری میں جون پوری (م: ۱۴۲۶ھ/۱۹۰۸ء) علامہ جون پوری کے تلیز رشید

- ۲۰) احقاق الحق و ابطال الباطل**
شاہ فضل رسول بدایوی (۱۲۱۳ھ-۱۲۸۹ھ)
- ۲۱) تحقیق الحقيقة**
شاہ فضل رسول بدایوی (۱۲۱۳ھ-۱۲۸۹ھ)
- ۲۲) تلخیص الحقيقة**
شاہ فضل رسول بدایوی (۱۲۱۳ھ-۱۲۸۹ھ)
- (۲۳) کتاب کاظم معلوم نہ ہوسکا
عالم اجل مولانا منور الدین دہلوی (۱۱۱۵ھ-۱۲۷۳ھ)
- مولانا منور الدین دہلوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد خاص تھے۔
مولانا ابوالکلام آزاد کے والد مولانا شاہ خیر الدین دہلوی کے نانا تھے۔ جامع مسجد میں مولانا اسماعیل دہلوی اور مولانا عبدالجعف سے مناظرہ کیا اور انہیں ہریت دی۔ اُن کے رد میں کتاب لکھی۔
- ۲۴) تحقیق الحق المبین فی اجوبة مسائل اربعین**
مولانا شاہ احمد سعید مجدد دی دہلوی (۱۲۱۷ھ-۱۲۷۷ھ)
- ۲۵) الحق المبین فی رد الوهابیین**
مولانا شاہ احمد سعید مجدد دی دہلوی (۱۲۱۷ھ-۱۲۷۷ھ)
- محمد اکبر بادشاہ غازی نے جب اس کتاب کا مطالعہ کیا تو شاہی فرمان کے ذریعے مصنف موصوف کو زبدۃ الموحدین، مشیر الدوّلہ، محسن الملک، خان بہادر اور مناظر جنگ کا خطاب دیا۔
- ۲۶) تذکیۃ الایقان**
خاتم الحقیقین مولانا نویلی علی خلدونا ہائی (دہلوی ۱۲۶۱ھ) اور تقویۃ الاعیان، شاہ ابوالحیا العیدی، شاہ ابوالخیر مارگ (۱۲۷۵ھ-۱۲۹۷ھ) میں یہ کتاب مطبع صبح صادق سینتا پور سے شائع ہوئی۔ اس

دہلوی اور مولانا شاہ حیدر علی مصنف منتہی الكلام کی اس کتاب پر گراں قد رقریبات ہیں۔ مجاهد عظیم مولانا فیض احمد بدایوی کے خلف رشید مولانا حکیم سراج الحکیم نے اس پر حاشیہ لکھا ہے۔ ۱۳۱۰ھ میں جب یہ کتاب بریلی سے چھپی تو امام احمد رضا بریلوی (۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء-۱۳۲۰ھ/۱۹۰۱ء) نے عربی زبان میں قلم برد اشتہ حاشیہ لکھا۔ مؤخر الذکر حاشیہ کا نام ”المعتمد المستند بناء نجاة الابد“ ہے اور مع متن یہ حاشیہ ہندوپاک سے متعدد بار چھپ چکا ہے۔

(۱۸) البوارق المحمدیہ (فارسی)

شاہ فضل رسول بدایوی (۱۲۱۳ھ-۱۲۸۹ھ)

یہ کتاب ”سوط الرحمن علی قرن الشیطان“ کے نام سے بھی معروف ہے۔ خواجہ ہند خواجہ قطب الدین بختیار کا کی دہلوی کے مزار مبارک پر مصنف ذی شان مراقب تھے، اس دورانِ حالتِ خواب میں اس کتاب کی تصنیف کا حکم ہوا۔ مولانا شاہ غلام قادر بیہروی (م ۱۳۲۲ھ) نے اس کا ترجمہ و خلاصہ لکھا ہے۔ نام رکھا ہے ”الشورق الصمدیہ“ عرصہ پہلے یہ ترجمہ و خلاصہ چھپ چکا ہے۔

(۱۹) سيف الجبار علی الاعداء للابرار

شاہ فضل رسول بدایوی (۱۲۱۳ھ-۱۲۸۹ھ)

یہ کتاب انہوں نے ۱۲۶۵ھ میں قلم بند فرمائی۔ مصنف نے اس میں فتنہ نجدیت کی ابتدا، اس کا پھیلاؤ، حریم شریفین میں نجدیوں کے لزہ خیز مظالم، قتل و خون ریزی، انہدام مساجد و مقابر صحابہ و اولیا اور دیگر مقامات و بلادِ اسلامیہ میں تحریک و ہابیت کے پُر تشدد و تفاقع و سوانح اور سرگزشت پر روشی ڈالی ہے۔ نیز تقلید کے وجوب و اہمیت اور امام عظیم نعمان بن ثابت کوفی کے رتبہ و شانِ رفع پر گفتگو کی ہے۔ علمی اور تہلیکی لحاظ سچی کتاب سب سو اڑی اہمیت میں قتل ہے۔ ہندوپاک ۱۲۷۰ھ فتح چاہی تکالیب کو بیہر ایکی لکھائی کی ایضاً پر عین لعلہ منظہ (سلطان احمد را بیلہ کیہیں طبعی بلنچ ہے) ہے۔

۳۳) گلزارِ هدایت

مولانا مفتی محمد صبغۃ اللہ دراسی مشتی مدراس

۳۴) نظامِ اسلام

مولانا محمد وجیہ استاذ مدرسہ عالیہ کلکتہ

(کتاب کا نام معلوم نہ ہوسکا)

مجاہد عظیم مولانا فیض احمد بدایوی (۱۲۲۳ھ-۱۳۲۲ھ)

۳۵) فتح المبین

علامہ عصر مولانا منصور علی مراد آبادی

۳۶) میزان العدالت فی اثبات الشفاعة

مولانا مفتی محمد سلطان کٹکی (۱۲۲۹ھ-۱۳۰۲ھ/۱۸۸۵ء)

۳۷) تنبیہ الغرور

مولانا مفتی سلطان احمد کٹکی (۱۲۲۹ھ-۱۳۰۲ھ/۱۸۸۵ء)

۳۸) ازالۃ الشکوک و الاوهام

مولانا حکیم خیر الدین اللہ آبادی (۱۲۳۱ھ-۱۳۰۳ھ)

۳۹) ذو الفقار حیدریہ علی اعتناق الوہابیہ

مولانا سید حیدر شاہ، کچھ، بھونج (/)

۴۰) شرح الصدور فی دفع الشرود (فارسی)

مولانا شاہ مخلص الرحمن چانگاگی (۱۲۲۹ھ-۱۳۰۲ھ/۱۸۸۵ء)

مولانا چانگاگی علمی و روحانی شخصیت کے مالک اور ”جهانگیر شاہ“ کے لقب سے مشہور تھے۔ پیش نظر کتاب انہوں نے تیرہویں صدی کے آخر میں لکھی ہے۔ ان کے مخلصین و احباب نے اس کے ترجمہ کا خلاصہ اردو میں شائع کیا ہے، اب ناپید ہے۔

۴۱) تحقیق التوحید و الشرک (فارسی)

کی تحریق احادیث میں مصنف رفع الشان کے نیک نام فرزند امام احمد رضا بریلوی (۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء - ۱۳۳۰ھ/۱۹۲۱ء) نے ”الخوم الشوابق فی تحریق احادیث الکواکب“ ترتیب دی۔

۴۲) ازالۃ الاوهام

خاتم الحقائق مولانا نقی علی خان بریلوی (۱۲۳۶ھ/۱۸۸۰ء - ۱۲۹۷ھ/۱۸۳۰ء)

۴۳) اصول الرشاد لجمع مبانی الفساد

خاتم الحقائق مولانا نقی علی خان بریلوی (۱۲۳۶ھ/۱۸۸۰ء - ۱۲۹۷ھ/۱۸۳۰ء)

۱۸۸۱ھ/۱۲۹۸ء میں یہ کتاب ”مطبع صحیح صادق“ سیتاپور سے طبع ہوئی۔

۴۴) الصاعۃ الرابیۃ علی الفرقۃ الوہابیۃ

خاتم الحقائق مولانا نقی علی خان بریلوی (۱۲۳۶ھ/۱۸۸۰ء - ۱۲۹۷ھ/۱۸۳۰ء)

اس کتاب کا نام پہلی بار میری نظر سے گزرا (بحوالہ تحقیق الفتوى، مطبوعہ گھوی

۱۳۰۲ھ/۱۹۸۲ء، ص ۲۷۲)

۴۵) شمس الایمان

مولانا شاہ حکیم الدین بدایوی (۱۲۳۳ھ-۱۲۷۰ھ)

یہ کتاب مولوی سراج سہوائی کی تالیف ”سراج الایمان“ جو ”تقویۃ الایمان“

کی حمایت میں ہے، کے جواب میں ہے۔

۴۶) احقاق حق

مولانا شاہ نصیر احمد پشاوری (۱۲۲۸ھ/۱۸۹۱ء - ۱۳۰۸ھ/۱۸۱۳ء)

۴۷) احقاق الحق

مولانا شاہ سید برالدین الوسوی حیدر آبادی

۴۸) اشعار الحق

قطب عصر مفتی شاہ ارشاد حسین نقشبندی رام پوری (۱۲۲۸ھ-۱۳۱۱ھ)

۵۲) النجم لرجم الشياطين

راد الہابیہ مولانا خیر الدین دہلوی (۱۸۳۱ء-۱۳۲۶ھ)

مولانا خیر الدین مولانا ابوالکلام آزاد (۱۸۸۸ء-۱۹۵۸ء) کے والد ماجد تھے۔ وہاں کا شدید روزگار تھے۔ انہوں نے یہ کتاب شیخ احمد بن زینی دھلان کی، مفتی حفیہ مکہ مکرمہ کی فرمائش پر لکھی، جو دس جلدیں پر مشتمل ہے۔ زبان عربی ہے، دو جلدیں سرکاری مطبع ”میری“، کلکتہ سے چھپی تھی، بقیہ جلدیں مصنف علام کے پوتے کے پاس محفوظ ہیں۔ کوئی عالم یا اکیڈمی اس کا ترجمہ و طباعت کرتے تو یہ دین و علم کی اچھی خدمت ہوتی۔

۵۳) حفظ المتن عن نصوص الدين

مولانا خیر الدین دہلوی (۱۸۳۱ء-۱۳۲۶ھ)

۹۶ صفحے کی یہ کتاب ۱۳۱۵ھ میں ہادی المطابع کلکتہ سے طبع ہوئی تھی۔

۵۴) تنزیه الفؤاد عن سوء الاعتقاد

مولانا شاہ محمد عادل کان پوری (۱۲۳۱ء-۱۳۲۵ھ)

۵۵) نصرة المجتهدين لرد هفوات غير مقلدين

مولانا وکیل احمد سکندر پوری (۱۳۲۲ھ)

۱۲۹۹ھ میں یہ کتاب لکھی گئی اور لکھنؤ سے شائع ہوئی۔

۵۶) نصر السُّنَّةِ عَلَى احْزَابِ الشَّيَاطِينِ

مولانا شاہ سید عبدالصمد سہوانی ثم چھوندوی (۱۲۶۹ھ-۱۸۵۳ء-۱۳۳۳ھ)

۵۷) ارغام الشياطين

مولانا شاہ سید عبدالصمد سہوانی ثم چھوندوی (۱۲۶۹ھ-۱۸۵۳ء-۱۳۳۳ھ)

۵۸) الشوارق الصمدية

مولانا غلام قادری بھیروی (۱۲۶۵ھ-۱۸۳۹ء-۱۳۲۷ھ-۱۹۰۹ء)

مولانا شاہ محمد حسن پشاوری

مولانا پشاوری ”حافظ دراز“ کے نام سے معروف تھے۔ کتاب کے ترجمہ و طباعت کا حال معلوم نہیں۔

۵۹) تحفة المسكين فی جناب سید المرسلین

مولانا عبداللہ سہارن پوری

۶۰) سلاح المؤمنین فی قطع الخارجین

مولانا سید لطف الحق بن سید جلیل الحق بیالوی

۶۱) البيان والحماسه

مولانا مفتی غلام مرتضی، بریلی شریف (۱۲۵۱ھ-۱۸۳۵ء-۱۳۲۱ھ)

یہ کتاب شائع ہو چکی ہے۔

۶۲) رد وہابی

مولانا مفتی محمد محمود پشاوری

۶۳) السیف الصارم لمکر امام الاعظم

علامہ وقت مولانا نقیر محمد جہلمی (۱۲۲۰ھ-۱۸۲۲ء-۱۳۳۵ھ)

اس میں ایک ضمیمہ بھی شامل ہے۔

۶۴) البراهین الحنفیة لدفع الفتنة النجدية

مولانا شاہ محمد عالم آلسی امرتسری (۱۲۹۸ھ-۱۳۶۳ء)

۶۵) ضربات الحنفی على هامات الوهابیة

مولانا شاہ محمد عالم آلسی امرتسری (۱۲۹۸ھ-۱۳۶۳ھ)

۶۶) المدافعة الفقہیة فی تردید معقولات النجدية

مولانا شاہ محمد عالم آلسی امرتسری (۱۲۹۸ھ-۱۳۶۳ء)

یہ کتاب ”آنکاب بر قی پر میں“ امرتسر سے شائع ہو چکی ہے۔

- ۲۸) اظہار انکار المتكرین**
مفسر قرآن مولانا نبی بخش حلوائی لاہوری (۱۲۷۶ھ/۱۸۶۰ء- ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۵ء)
- ۲۹) تنزیہ الرحمن عن شایبة الکذب و النقصان**
علامہ شاہ احمد حسن پنجابی ثم کان پوری (۱۳۲۲ھ- ۱۳۲۵ھ)
- ۳۰) الاصول الاربعة فی تردید الوهابیة**
مولانا خواجہ محمد حسن مجید سر ہندی (۱۲۷۸ھ/۱۸۶۲ء- ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء)
- اس کتاب کی زبان فارسی و عربی ہے، سال تصنیف ۱۳۳۶ ہے، صفحات ۱۲۰ ہیں، مکتبہ ایشتنق، استنبول، ترکی سے شائع ہوئی ہے۔ اردو میں اس کے دو ترجمے ہوئے ہیں، حافظ محمد عبدالستار قادری اور علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہاں پوری نے کیے ہیں۔ آخر شاہ جہاں پوری کا ترجمہ غیر مطبوع ہے۔
- ۳۱) العقائد الصحیحة فی تردید الوهابیة**
مولانا خواجہ محمد حسن مجید سر ہندی (۱۲۷۸ھ/۱۸۶۲ء- ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء)
- ۸۰ صفحات کی یہ کتاب ”الفقیہ“ پر لیں امر تراویح مکتبہ ”ایشتنق“، استنبول ترکی سے شائع ہوئی ہے۔
- ۳۲) تنزیل التنذیر فی نظیر البشیر النظیر**
مولانا شاہ قلندر علی زیری پانی پتی (۱۳۲۳ھ- ۱۳۲۴ھ)
- ۳۳) مجموعہ فتاویٰ**
مولانا شاہ عبدالحکیم کان پوری (۱۳۱۳ھ- ۱۳۱۴ھ)
- جناب عبدالستار نے استفتاؤ جواب کو مرتب کیا، علماء کبار نے دستخط و تائید کی، اپنی مہروں سے مزین کیا، ۱۲۶۹ھ میں یہ کتاب شائع ہوئی۔ اس کتاب پر بیس علماء رام پور، پانچ علماء مراد آباد اور نو علماء دہلی کے دستخط و مہریں ہیں۔

- ۵۹) الفتوحات الصمدیہ**
مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی (۱۲۷۵ھ/۱۳۵۶ء- ۱۸۵۹ھ/۱۹۳۷ء)
- ۶۰) اعلاء کلمة الحق**
مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی (۱۲۷۵ھ/۱۳۵۶ء- ۱۸۵۹ھ/۱۹۳۷ء)
- ۶۱) (کتاب کانام معلوم نہ ہوسکا)**
مولانا شاہ ابوالخیر مجبدی دہلوی (۱۲۷۲ھ/۱۳۳۱ء- ۱۸۵۶ھ/۱۹۲۲ء)
- ۶۲) تقدیس المرسلین عن توهین الوهابین**
مولانا شاہ سید دیدار علی الوری (۱۲۷۳ھ/۱۳۵۳ء- ۱۸۵۶ھ/۱۹۳۵ء)
- ۶۳) علامات الوهابیة بالاحادیث النبویة**
مولانا شاہ سید دیدار علی الوری (۱۲۷۳ھ/۱۳۵۳ء- ۱۸۵۶ھ/۱۹۳۵ء)
- اس کتاب میں وہایوں کی شکل و صورت اور حلیے کا بیان ارشاد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روشنی میں کیا گیا ہے۔
- ۶۴) هدایۃ الطریق فی بیان التقلید و التحقیق**
مولانا شاہ سید دیدار علی الوری (۱۲۷۳ھ/۱۳۵۳ء- ۱۸۵۶ھ/۱۹۳۵ء)
- ۶۵) الدلائل القویة فی اثبات کفریات الوهابیة**
مفسر قرآن مولانا نبی بخش حلوائی لاہوری (۱۲۷۶ھ/۱۸۶۰ء- ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۵ء)
- ۶۶) الرمح الديانی علی راس الوسواس الشیطانی**
مفسر قرآن مولانا نبی بخش حلوائی لاہوری (۱۲۷۶ھ/۱۸۶۰ء- ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۵ء)
- ۶۷) اخراج الوهابین من مساجد المسلمين**
مفسر قرآن مولانا نبی بخش حلوائی لاہوری (۱۲۷۶ھ/۱۸۶۰ء- ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۵ء)

مولانا شاہ عبدالرحمن مجھی مظفر پوری (۱۹۵۶ھ/۱۹۳۱ء-۱۹۵۱ھ/۱۹۳۱ء) میں باہتمام نور احمد مطع محمد تقی بہادر لکھنؤ سے شائع ہوئی۔

(۸۰) تمسک اقویٰ با حدیث نبی الانبیا (۲/۲ حصے)

مولانا شاہ عبدالرحمن مجھی مظفر پوری (۱۹۵۶ھ/۱۹۳۱ء-۱۹۵۱ھ/۱۹۳۱ء) یہ کتاب ۱۳۲۲ھ میں مطع حنفیہ پٹنہ سے چھپی تھی، مولانا ریحان رضا خم مصباحی نے ترتیب جدید دی ہے، طباعت ابھی نہیں ہوئی ہے۔

(۸۱) نور الہدی فی ترجمۃ المحتبی

مولانا شاہ عبدالرحمن مجھی مظفر پوری (۱۹۵۶ھ/۱۹۳۱ء-۱۹۵۱ھ/۱۹۳۱ء) مطع حنفیہ پٹنہ سے شائع ہوئی تھی، مولانا ریحان رضا خم مصباحی نے ”عظمت امام اعظم“ کے نام سے ترتیب جدید دی ہے، سنہ ۲۰۰۸ء میں شائع ہوئی۔

(۸۲) چھک بلبل نادان معروف بہ حدیث وہابیان

مولانا شاہ عبدالرحمن مجھی مظفر پوری (۱۹۵۶ھ/۱۹۳۱ء-۱۹۵۱ھ/۱۹۳۱ء) مطع حنفیہ پٹنہ سے ۱۳۲۰ھ میں شائع ہوئی۔

(۸۳) شش تکبیر عید واجب

مولانا شاہ عبدالرحمن مجھی مظفر پوری (۱۹۵۶ھ/۱۹۳۱ء-۱۹۵۱ھ/۱۹۳۱ء) مطع محمد تقی بہادر لکھنؤ سے باہتمام نور احمد ۱۹۱۱ء میں شائع ہوئی۔

(۸۴) اعلام الازکیاء

مولانا شاہ سلامت اللہ نقشبندی رام پوری (۱۹۱۹ھ/۱۹۳۸ء)

(۸۵) تحقیق الكلام فی ادلة وجوب تعیین تقليد الامام

(۷۷) الصھصام القاضب لراس المفترى علی اللہ الکاذب

مولانا سید برکات احمد بہاری ٹونگی (۱۹۲۰ھ-۱۹۳۷ھ) یہ کتاب مولانا محمد اشرف کے اہتمام سے نوبہار بر قی پر لیس ملتان سے شائع ہوئی۔

(۷۸) مکتوب علم غیب

مولانا سید برکات احمد بہاری ٹونگی (۱۹۲۰ھ-۱۹۳۷ھ) یہ مکتوب ۱۳۳۲ھ میں کلیمی پر لیس ملتکتہ سے طبع ہوا۔ مکتوب عربی زبان میں ہے۔ مولانا حافظ احمد موسیٰ، جو اس وقت ناخدا مسجد ملتکتہ میں امام و خطیب تھے، کو لکھا گیا ہے۔

(۷۹) خیر الرزاد لیوم المعاد

مولانا ابوالعلاء محمد خیر الدین دراسی (-)

(۸۰) انوار ساطعہ

مولانا عبد العزیز بیدل رام پوری (۱۹۰۰ھ/۱۹۳۱ء)

اس کتاب پر علماء ہند کے علاوہ سات مشائخ مکہ مکرمہ کی تقریبات ہیں، ہندو پاک سے متعدد دفعہ شائع ہو چکی ہے۔

(۸۱) الجبل القوى لهداية الغوى

مولانا عبدالرحمن مجھی مظفر پوری (۱۹۵۶ھ/۱۹۳۱ء-۱۹۵۱ھ/۱۹۳۱ء)

یہ رسالہ جو ایک مکالمہ پر مشتمل ہے، ماہ نامہ ”تحفہ حنفیہ“ پٹنہ شمارہ محرم ۱۳۲۲ھ میں شائع ہوا، پھر پورے سو سال بعد ۱۳۲۲ھ/۲۰۰۱ء میں انجمن فیضان سرکار مجھی سیتا مڑھی بہار سے طبع ہوا ہے، مولانا ریحان رضا خم مصباحی نے جدید ترتیب دی ہے۔

(۸۲) الجواب المستحسن فی رد هفووات مرتضی حسن

- مولانا عبداللہ بہاری ثم ٹوکنی (۱۹۳۰ء)
- ۹۷) تحفہ محمدیہ فی رد وہابیہ
- مولانا مفتی عبدالفتاح گلشن آبادی (۱۳۶۵ھ)
- ۹۵) فتنۃ الوہابیۃ
- مولانا شاہ غلام دشکر قصویری (۱۳۱۵ھ)
- ۹۶) توضیح دلائل و تشریح ابحاث
- مولانا شاہ غلام دشکر قصویری (۱۳۱۵ھ)
- یہ کتاب ۱۸۸ صفحات کی ہے، چھپ چکی ہے۔
- ۹۷) قدیس الوکیل عن توهین الرشید والخلیل
- مولانا غلام دشکر قصویری (۱۳۱۵ھ)
- ۹۸) السیف المسلط عن منکر علم غیب الرسول
- علامہ جلیل مولانا نذری احمد رام پوری ثم احمد آبادی (۱۹۱۲ھ / ۱۳۳۲)
- ۹۹) صیانتة الناس عن وسواس الخناس
- علامہ جلیل مولانا نذری احمد رام پوری ثم احمد آبادی (۱۹۱۲ھ / ۱۳۳۲)
- ۱۰۰) اباطیل وہابیہ
- مولانا احمد علی مسیوی (-)
- ۱۰۱) فتح المبین
- مولانا مفتی محمد منصور علی مراد آبادی (-)
- یہ کتاب معرکتہ الارا ہے، چھپ چکی ہے۔ اس پر کثیر اجلہ افضل روزگار کی گرال قدر تقریبات و تصدیقات ہیں۔ یہ کتاب ”ظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین“ از ہری چند این دیوان میری سید احمد رائے بریلوی کے جواب میں تصنیف و

شاہ سلامت اللہ رام پوری (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء)

یہ کتاب اولاً ”تحفہ حنفیہ“ پنٹہ شمارہ شعبان ۱۳۲۲ھ میں شائع ہوئی، بعد میں کتابی صورت میں چھپی۔

(۸۶) بلاغ المرام

مولانا شاہ سلامت اللہ نقشبندی رام پوری (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء)

(۸۷) ارشاد الحق

مولانا سید امیر اجمیری (۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۳ء - ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء)

(۸۸) اہلاک الوہابیین

مولانا سید امیر اجمیری (۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۳ء - ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء)

(۸۹) هدایۃ الوہابیین

مولانا سید امیر اجمیری (۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۳ء - ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء)

ان کی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

(۹۰) الكتاب المجيد

مولانا شاہ خیر محمد امرتسری (-)

۱۲۰) صفحے کی یہ کتاب ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۹ء میں لکھی گئی اور ”خادم پنجاب پر لیں“ امرتسر سے چھاپی گئی۔

(۹۱) الصداق المعتابیۃ علی راس الوہابیۃ

مولانا غلام مہری علی گوڑوی (-)

(۹۲) نور محمدی

مولانا غلام مہری علی گوڑوی (-)

(۹۳) عجالۃ الراکب فی امتناع کذب الواجب

- ج) مولانا یعقوب نانوتوی
د) مولانا محمد محمود دیوبندی

الغرض تاج الفحول مولانا عبدالقدار بدایوی (م: ۱۳۱۸ھ) خلف رشید شاہ فضل رسول بدایوی کے ہاتھوں، جو اس سال حج کو جا رہے تھے، ”جامع الشواهد“، مکہ مععظمہ پہنچی، والی حجاز شریف مکہ نے علماء، جو حجازی و غیر حجازی تھے، سب کو جمع کر دیا۔ مولانا رحمت اللہ کیر انوی اور مولانا خیر الدین دہلوی نے اس علمی مذاکرے میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ چنانچہ علماء شیوخ کی موجودگی میں میاں صاحب کی گرفت ہوئی، بحث و مناظرہ ہوا، میاں صاحب گرفتار کر لیے گئے۔

بالآخر میاں صاحب نے اپنی غیر مقلدیت سے برأت کا اظہار اور حنفی مقلد ہونے کا اقرار کیا۔ اُن کی یہ توبہ، رجوع، برأت اور اقرار نامہ حسب الحکم والی حجاز ۲۶ روزی الحجہ ۱۳۰۰ھ کو ”طبع میریہ“ صداقتہ کمہ معظمہ سے شائع ہوا اور حاجج کرام کے ذریعے تمام بلا دلائل میہی میں پہنچا۔ اصل مطبوعہ توبہ نامہ، مکہ مکرہ، حافظ محمد عبد اللہ، امام و خطیب جامع مسجد بہار شریف کے مکان میں موجود ہے۔

۱۹۱۹ھ/۱۳۳۷ء میں دہلویوں کے ایک پروجش وکیل نے جانے کیوں یہ توبہ نامہ اخبار ”الفقیہ“ امرتسر میں چھپوا دیا۔ واضح رہے کہ میاں صاحب نے اپنے اصحاب و اتباع سمیت توبہ کی اور چھاپی ہے اور اہل سنت کے علاوہ سب فرقوں کو غلط کہا ہے، جو عربی زبان میں ہے۔ ملاحظہ ہو: الفقیہ امرتسر ۵ رجولائی ۱۹۱۹ء جلد ۳ نمبر ۱۳۔ ۱۱۔ لیکن بعد کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اپنی جا بخشی کے لیے یقینیہ اور حیلہ کیا تھا۔

جامع الشواهد کی متعدد اشاعتیں:

(۱) مولانا فتح بنده شہزاد پوری لکھنؤسری کتاب ۲۵ قاتھی بر عقائد و تفہیدات کی پڑکتاب ۱۳۲۵ھ میں انہوں نے لکھی، ایسی سی دہر کی پیشہ کلکتہ سے شائع ہوئی۔

تالیف ہوئی ہے۔ ”فتح المبین“ شایان مطالعہ کتاب ہے۔

۱۰۲) جامع الشواهد فی اخراج الوهابیین عن المساجد

مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی (۱۹۱۶ھ/۱۳۳۳ء)

جامع الشواهد کی وجہ تالیف و طباعت:

واقف کاروں سے یہ امر مخفی نہیں کہ یہاں تحریک وہابیت کے قائد اول مولانا اسماعیل دہلوی تھے۔ میاں نذر حسین سورج گڑھی ثم دہلوی دوسرے قائد تھے، جب کہ اس تحریک کا تیسرا اور چوتھا ہیڈ کوارٹر بٹالہ اور امرتسر تھا۔ ۱۸۸۳ء میں میاں صاحب نے ارادہ حج کیا تو مشائخ و سادات مکہ مکرہ اور وہاں مقیم ہندوستانی مہاجر علماء جو رذ وہابیت میں پیش پیش تھے، نے سرکردہ علماء ہند سے خطوط و سوالات کے ذریعے میاں صاحب کے عقائد معلوم کیے، ہندوستانی مہاجر علماء کے کچھ نام یہ ہیں:

(۱) شیخ الدلائل مولانا عبد الحق اللہ آبادی، مہاجر کی

(ب) محبوب اللہ حاجی امداد اللہ مہاجر کی

(ج) مولانا رحمت اللہ کیر انوی مہاجر کی

(د) مولانا خیر الدین دہلوی مہاجر کی (والد مولانا ابوالکلام آزاد)

چنانچہ کئی ہندوستانی علماء و مفتیان کرام نے میاں صاحب کے عقائد و اعمال کا انٹریکس تیار کیا۔ سب سے زیادہ جامع ”جامع الشواهد“ تھی، جو مصنف نے ایک فتویٰ کی صورت میں مرتب فرمائی۔ قریب ڈیڑھ سو علماء و فقہاء نے اپنی تصدیقات، تقریبات، تائیدات، دستخطوں اور مہروں سے اس کتاب کو مزین و معترکر دیا۔ ان کا تعلق دہلی، کان پور، لکھنؤ، رام پور، اندور، چھاؤنی، لدھیانہ، پنجاب، کشمیر اور دیوبند سے ہے۔ سب کا ذکر موجب طوالت ہے، اس اس طبق دیوبند کے کچھ نام یہ ہیں:

(۱) مولانا شید احمد گنگوہی

(ب) مولانا محمد احسن دیوبندی

اس میں ایک فتویٰ علماء مکہ مکرمہ کا بھی شامل ہے، جو ”تبنیۃ الوہابین“، ص ۹۱ تا ۳۹۸ سے مأخوذه ہے۔ مطبوعہ کتب خانہ امجدیہ، میا محل، دہلی (سن و تعداد مذکور نہیں) ۱۵) یہی رسالہ منفردہ مرتبہ مفتی جلال الدین امجدی ”ادارہ معارف نعمانیہ“ لاہور نے شائع کیا ہے، تعداد اشاعت مذکور نہیں، سن طباعت ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء ہے۔

۱۰۳) **انفع الشواهد لمن يخرج الوهابيين عن المساجد**
مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی (۱۴۲۰ھ / ۱۹۱۶ء)

سال تحریر ۱۴۲۱ھ ہے، صوفی بزرگ عالم مولانا عبدالرحمٰن مجھی مظفر پوری کے استفسار کے جواب میں لکھا گیا، یہ رسالہ پہلی بار انجمن اصلاح عقائد، زکریا اسٹریٹ، کلکتہ سے مولانا الحاج محمد لعل خان مدراسی کے اہتمام میں چھپ، بعد میں مولانا مجھی نے اس پر حاشیہ لکھا اور کتب خانہ اہل سنت پیلی بھیت سے طبع ہوا۔ اس رسالے پر امام احمد رضا بریلوی، مولانا شاہ سید دیدار علی الوری کے علاوہ متعدد کبار علماء کی تصدیقات ہیں۔

۱۰۴) **حفظ الایمان**
مولانا محمد حسین تہرانی مراد آبادی (۱۴۲۷ھ - ۱۴۳۷ھ)

۱۰۵) **تبنیۃ الوہابین**

مولانا عبدالعلی آسی مدراسی ثم لکھنؤی (۱۴۰۹ھ / ۱۹۰۹ء)

ایک غیر مقلد عالم مولانا غلام مجھی الدین کی کتاب ”اظہر الحکیمین“ کے رد میں یہ کتاب لکھی گئی۔ محدث سورتی کی جامع الشواهد اس میں بطور ضمیمه بھی شامل کی گئی۔ محدث سورتی نے اس کتاب پر منظم تقریظ تحریر فرمائی ہے، جو ۵۸ اشعار پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب ۱۴۰۸ھ میں مطبع آسی مدراس لکھنؤ سے طبع ہوئی ہے۔

۱۰۶) **الطوارة الاحمدیہ**

نہار لانامفتی محبت احمد بدیل پوری (تھے) (المتوابات / امام احمد رضا، مطبوعہ ممبئی، ص ۲۰-۲۱، محرر امام احمد نہار پوری کے ایک دوسرے نسختی جلال الدین ہوتا ہے کج مولانا بنی عاصمی، رکات احمد لوگی دیوبندیوں کی

- | | | | |
|---------------------|-----------|-------------------------|-----------------|
| ۲) مطبع نظامی | کان پور | ۱۴۳۰ھ | تعداد دو ہزار |
| ۳) مطبع گلزار محمدی | لاہور | ۱۴۳۰۳ھ | تعداد پانچ ہزار |
| ۴) فیض بخش پریس | لاہور | ۱۴۳۰۸ھ | تعداد ایک ہزار |
| ۵) مطبع کریمی | لاہور | ۱۴۳۵۲ھ | تعداد ایک ہزار |
| ۶) مکتبہ نبویہ | لاہور | ۱۴۹۵۸ء | تعداد ایک ہزار |
| ۷) مکتبہ اہل سنت | پیلی بھیت | ۱۴۳۷۲ھ | تعداد ایک ہزار |
| ۸) مطبع ریاض | آگرہ | (سن و تعداد معلوم نہیں) | |

ذیل کی کتابوں میں ”جامع الشواهد“، بطور ضمیمه مشمول و مطبوع ہوئی۔

۹) فتح امین تصنیف مولانا محمد منصور علی مراد آبادی
طبع دارالعلم والعمل، فرنگی محل لکھنؤ، ۱۴۳۰ھ

۱۰) تبنیۃ الوہابین، تصنیف مولانا عبدالعلی آسی، مدراسی
طبع مطبع آسی، لکھنؤ، ۱۴۳۰۸ھ

۱۱) نصر المقلدین، تصنیف مولانا حافظ احمد علی بٹالوی
طبع مطبع آسی، لکھنؤ، ۱۴۳۲۰ھ

۱۲) اخراج المناقین، مولانا بنی بخش حلوانی لاہوری
طبع مطبع کریمی، لاہور، ۱۴۳۵۲ھ

حالیہ ایڈیشنز:

۱۳) مشمولہ ”تذکرہ محدث سورتی“، مؤلفہ اکٹھنوجاہ رضی حیدرس ۱۴۲۶ تا ۱۴۲۷ء

۱۴) رسالہ منفردہ بعنوان ”ایک اہم فتویٰ“، مطبع سورتی اکیڈمی ناظم آباد کراچی، (المتوابات / امام احمد نہار پوری کے ایک دوسرے نسختی جلال الدین ہوتا ہے کج مولانا بنی عاصمی، رکات احمد لوگی دیوبندیوں کی

۱۱۶) صفحے کی یہ کتاب سندھ پر لیس کراچی سے شائع ہوئی ہے۔

(۱۱۷) **التحريم الشرعية عن امامۃ الوهابیة**
ابومسعود شاہ محمود محدث ہزاروی (-)

۱۹۶۸ء میں لکھی گئی یہ کتاب ٹی۔ ایس پرٹر زر اول پنڈی سے شائع ہوئی ہے۔

۱۱۸) حفظ الاحناف

مولانا ابو مسعود سید شاہ محمود محدث ہزاروی (-)
۱۹۷۳ء صفحے کی یہ کتاب ۱۹۷۳ء میں ملٹری پر لیس، راول پنڈی سے شائع ہوئی ہے۔

۱۱۹) اطیب البیان

صدر الافتضال مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی (۱۳۰۰ھ-۱۳۷۷ھ)

۱۲۰) التحقیقات لدفع التلبیسات

صدر الافتضال مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی (۱۳۰۰ھ-۱۳۶۷ھ)

۱۲۱) السواط العذاب على قامع القباب

صدر الافتضال مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی (۱۳۰۰ھ-۱۳۶۷ھ)

صدر الافتضال کی تینوں کتابیں شائع شدہ ہیں۔

۱۲۲) احتراز الابرار عن شرود الاشراط

مولانا مفتی محمد ابراہیم بدایونی (-)
۱۹۵۶ء)

یہ کتاب مطبع تحفہ حنفیہ پٹنہ سے شائع ہوئی ہے۔

۱۲۳) التشریح الثانی و کشف الاستار

مولانا محمد غازی خان گولڑوی (-)
۱۹۳۹ھ/۱۳۵۸ء)

۱۲۴) ذوالفقار حیدری

مولانا محمد غازی خان گولڑوی (-)
۱۹۳۹ھ/۱۳۵۸ء)

۱۲۵) ذوالفقار حیدری لقطع اعناق اصحاب المحدث الامرتسري

۱۲۶) رسم الخیرات

مولانا خلیل الرحمن یوسفی رام پوری (-)

۱۲۷) سبیل النجاه فی تحصیل الفلاح

مولانا نراب علی لکھنؤی (-)

۱۲۸) تحقیق الحنفیۃ

مولانا ظہور علی صاحب (-)

۱۲۹) سيف الابوار المسلط على الفجار

مولانا قاری عبدالرحمن سلمہ (-)

یہ کتاب ”مکتبہ ایشتنق“ استنبول ترکی سے شائع ہوئی ہے۔

۱۳۰) اہلک الوهابین بتوهین قبور المسلمين

مولانا مفتی عمر الدین ہزاروی (-)
۱۹۳۱ھ/۱۳۲۹م)

یہ کتاب ۱۳۲۲ھ میں تصنیف ہوئی۔ اس پر امام احمد رضا کی مسبوط تقریظ ہے۔

مطبع ”تحفہ حنفیہ“ پٹنہ کے بعد مطبع ابیل سُنت وجماعہ سے شائع ہوئی ہے۔

۱۳۱) الصواعق الربانية في رد الوهابية

مولانا شاہ ظاہر قادری سورتی (-)

بزرگ عربی ۱۹۷۷ء میں مکتبہ غوثیہ سورت سے شائع ہوئی ہے۔

۱۳۲) اظہار حق

مولانا شاہ ظاہر قادری سورتی

یہ کتاب پشتو زبان میں ہے، مکتبہ غوثیہ سورت سے شائع ہوئی ہے۔

۱۳۳) کشف الحجاب

مولانا قاری عبدالرحمن انصاری

۱۳۲۳ھ میں لکھی گئی یہ کتاب شائع ہو چکی ہے۔

(۱۳۱) میزان الحق

مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی

۱۸۹۲ء میں ترتیب دی جانے والی یہ کتاب طبع شدہ ہے، جو ایک وہابی تحریر کے جواب میں ہے۔

(۱۳۲) تاریخ وہابیہ

مولانا مفتی محمد غوث ہزاروی

(۱۳۳) تحائف حنفیہ بر سوالات وہابیہ

مولانا شاہ محمد اجمل سنبلی (۱۳۲۲ھ - ۱۳۸۳ھ / ۱۹۰۲ء - ۱۹۶۳ء)

یہ کتاب رضوی کتب خانہ، لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

(۱۳۴) فیصلہ حق و باطل

مولانا شاہ محمد اجمل سنبلی (۱۳۲۲ھ - ۱۳۸۳ھ / ۱۹۰۲ء - ۱۹۶۳ء)

۱۷۲ صفحوں کی یہ کتاب ۱۹۶۰ء میں لکھی گئی، خواجہ بک ڈپ مراد آباد سے شائع ہوئی۔ یہ کتاب مولانا محمود الحسن دیوبندی کی کتاب ”شہاب ثاقب“ کا پردہ فاش کرتی ہے۔

(۱۳۵) القول الفاخر فی اثبات البنا علی مزارات المقامات

مولانا شاہ سید اولاد رسول محمد میاں مارہروی (۱۳۰ھ - ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء - ۱۹۶۳ء)

(۱۳۶) ترجمہ الدر السنیۃ فی الرد علی الوهابیۃ

مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خان بریلوی (۱۳۲۵ھ - ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء - ۱۹۶۳ء)

تصنیف علامہ اشیخ احمد بن زین دحلان مکی کی ہے، مولانا بریلوی کا ترجمہ ۱۵۸ صفحات کا ہے، کان پور سے شائع ہوا ہے۔ اس کا دوسرا ترجمہ مولانا حبیب الرحمن بدایوی کے قلم سے ہوا ہے، جو اسلامیہ اسٹیم پر لیس لاہور سے شائع ہوا ہے۔

مولانا غازی گوڑوی (۱۳۵۸ھ - ۱۹۳۹ء)

یہ تینوں کتاب چھپ چکی ہیں۔

(۱۲۵) سيف المقلدين على اعتناق المنكرين

مولانا عبدالجلیل پشاوری

یہ کتاب دو خیم حصوں میں ہے، دوسرے حصے کی تعداد صفحات ۵۰۷ ہے۔
مکتبہ دبدبہ احمدی سے شائع ہوئی ہے۔

(۱۲۶) انوار آفتتاب صداقت

مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی

اس میں اجلہ علماء عصر کی تقریقات و تقدیمات ہیں۔ امام احمد رضا بریلوی کی بھی تقریظ ہے۔ ۱۹۰۲ء / ۱۳۳۸ھ میں میر امیر بخش نے کریمی پر لیس لاہور سے شائع کی تھی۔

(۱۲۷) ازالۃ الربیب عن مبحث علم الغیب

مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی

یہ شائع ہو چکی ہے۔

(۱۲۸) فضل الوحید فی جواب "اثبات التوحید"

مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی

۱۳۲۶ صفحے کی یہ کتاب ۱۳۲۲ھ میں لکھی گئی، سراج الدین اینڈ سنزلہ اور سے طبع ہوئی۔

(۱۲۹) اطلاع حالات واهیہ فرقہ گاندھویہ وہابیہ نجدیہ

مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی

یہ کتاب ۱۳۲۳ھ میں لکھی گئی۔

(۱۳۰) قرن الشیطان اعمی کے شیطانی کام

مولانا قاضی احمد لدھیانوی

- (۱۲۴) ابوالبرکات مولانا شاہ سید احمد لاہوری (۱۳۹۸ھ-۱۳۹۲ھ) کتاب اسٹیم پر لیں لاہور سے شائع ہوئی ہے۔
- (۱۲۵) **مواهب الرحمن فی رد جواہر القرآن** مولانا قاضی عبدال سبحان ہزاروی (۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء-۱۳۷۷ھ/۱۸۹۸ء) ۱۹۵۶ء میں لکھی گئی یہ کتاب مکتبہ رضویہ اوکاڑہ سے شائع ہوئی ہے۔
- (۱۲۶) **مقیاس الحنفیة فی الرد علی الفراب و البدعة** مولانا مفتی محمد عمر اچھروی (۱۳۹۱ھ/۱۹۰۱ء-۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء) صفحہ کی یہ کتاب ۱۳۷۰ھ میں تصنیف ہوئی۔ مقیاس پر لیں لاہور سے طبع ہوئی۔
- (۱۲۷) **مقیاس وہابیت** مولانا مفتی محمد عمر اچھروی (۱۳۹۱ھ/۱۹۰۱ء-۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء) ۱۲۷ صفحات کی یہ کتاب نامی پر لیں لاہور سے شائع ہوئی۔
- (۱۲۸) **مقیاس مناظرہ** مولانا مفتی محمد عمر اچھروی (۱۳۹۱ھ/۱۹۰۱ء-۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء) ۲۵۱ صفحوں کی یہ کتاب ۱۹۲۲ء میں لکھی گئی، مکتبہ سلطانیہ لاہور نے شائع کی۔
- (۱۲۹) **مقیاس النور** مولانا مفتی محمد عمر اچھروی (۱۳۹۱ھ/۱۹۰۱ء-۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء) ۲۶۳ صفحوں کی یہ کتاب آرٹ پر لیں لاہور سے شائع ہوئی۔
- (۱۵۰) **مقیاس میلاد** مولانا مفتی محمد عمر اچھروی (۱۳۹۱ھ/۱۹۰۱ء-۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء) یہ کتاب غیر شائع شدہ ہے۔
- (۱۵۱) **مقیاس صلوٰۃ**

(۱۲۷) مولانا مفتی محمد صاحب دادخان (۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء-۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء) یہ کتاب شائع ہو چکی ہے۔

(۱۲۸) **السيف المسؤول على اعداء آل الرسول** مولانا مفتی صاحب دادخان (۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء-۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء) یہ کتاب طبع شدہ ہے۔

(۱۲۹) **وهابی شفاعة کا منکر** مولانا مفتی صاحب دادخان (۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء-۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء) یہ کتاب شائع شدہ ہے۔

(۱۳۰) **براہین حنفیہ لاصلاح الوهابیة** ابوالحسنات مولانا شاہ سید احمد لاہوری (۱۳۸۰ھ) یہ کتاب کریمی پر لیں لاہور سے شائع ہو چکی ہے۔

(۱۳۱) **رجوم المؤمنین على مانع الجماعة للمجتهدین** ابوالحسنات مولانا شاہ سید محمد احمد لاہوری (۱۳۸۰ھ) یہ کتاب اسٹیم پر لیں لاہور سے طبع شدہ ہے۔

(۱۳۲) **السمم الشهابی على خداع الوهابی** ابوالبرکات مولانا شاہ سید احمد لاہوری (۱۳۱۶ھ) سال تصنیف ۱۳۷۵ھ ہے، انہیں حزب الاحناف لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

(۱۳۳) **تحذیر الحنفیة عن عقائد الوهابیة** ابوالبرکات مولانا شاہ سید احمد لاہوری (۱۳۱۶ھ-۱۳۹۸ھ) یہ کتاب کریمی پر لیں لاہور سے طبع ہوئی ہے، صفحات ۳۲ ہیں۔

(۱۳۴) **کچا چٹھا**

- مولانا محمد نور اللہ فریدی (۱۲۶۷ھ - ۱۳۶۰ھ)
- (۱۶۱) **نجم الرحمن**
- مولانا غلام محمود ساکن پہلال (-)
- (۱۶۲) **آفتتاب سُنّیت**
- مولانا محمد شریف نوری تصویری (۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۵ء - ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء)
- یہ کتاب فیاض پریس، لاہور سے شائع ہوئی ہے۔
- (۱۶۳) **ستائیس مناظرے**
- مولانا قاضی غلام محمود ہزاروی
- یہ کتاب لاہور سے شائع ہو چکی ہے۔
- (۱۶۴) **سیف سعیدیہ علی رقبۃ نجدیہ**
- مولانا محمد عظیم سعیدی اللہ آبادی (-)
- (۱۶۵) **عقائد نجدیہ کا پوسٹ مارٹم**
- مولانا محمد عظیم سعیدی اللہ آبادی (-)
- (۱۶۶) **القول السدید**
- مولانا عبدالماجد بدایوی
- یہ کتاب نظای پریس بدایوی سے شائع ہوئی۔
- (۱۶۷) **المدارج السنّیۃ فی الرد علی الوهابیۃ**
- مولانا محمد عامر القادری (-)
- ۷۰ صفحوں کی یہ کتاب عربی زبان میں ہے۔ ۱۹۷۶ء میں مکتبہ ایشتنق استنبول، ترکی سے طبع ہوئی، اس کا اردو ترجمہ مولانا عبد العلیم قادری نے کیا ہے۔
- (۱۶۸) **جاء الحق حصہ اول**
- مولانا مفتی احمد یار خان نصی (۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۶ء - ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء)

- مولانا مفتی محمد عمر اچھروی (۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء - ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء)
- ۲۰۸ صفحے کی یہ کتاب نامی پریس لاہور سے شائع ہوئی۔
- (۱۵۲) **مقیاس حیات**
- مولانا مفتی محمد عمر اچھروی (۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء - ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء)
- یہ کتاب ابھی چھپنی نہیں ہے۔
- (۱۵۳) **ابطال شر ذمہ**
- مولانا مفتی حسیب اللہ پشاوری (-)
- (۱۵۴) **موت کا پیغام وہابی مولوی کے نام**
- مولانا محمد شریعت دار احمد گورکھ پوری (۱۳۸۲ھ / ۱۹۰۳ء)
- یہ کتاب چھپ چکی ہے۔
- (۱۵۵) **ہادی المضلين**
- مولانا شاہ کریم اللہ دہلوی (-)
- (۱۵۶) **شرح تحفہ محمدیہ رد فرقہ مرتدیہ**
- مولانا شاہ سید اشرف گلشن آبادی
- تصنیف مولانا مفتی عبدالفتاح گلشن آبادی (م: ۱۲۶۵ھ) کی ہے۔
- (۱۵۷) **نصر المقلدین**
- مولانا شاہ احمد علی بٹالوی (-)
- (۱۵۸) **وهابیت کے فوائد**
- مولانا مفتی بشیر کوٹلی لوہاراں (- ۱۹۵۱ء)
- (۱۵۹) **وهابیوں کا دین**
- مولانا غلام رسول نوشہری (-)
- یہ کتاب ناروال سے شائع ہوئی ہے۔
- (۱۶۰) **هدایۃ الوهابین**

- ۱۷۶) **الیواقیت و الجواهر**
مولانا محمد گوہر علوی (۱۹۵۱ء)
- ۱۷۷) **ترجمہ شرح الصدور**
مولانا حافظ مقبول احمد کوب بنارسی (-)
تعداد صفات چار سو ہے، تصنیف مولانا شاہ مخلص الرحمن چانگا می معروف ہے
جہانگیر شاہ کی ہے، سال تصنیف ۱۲۶۹ھ ہے۔ مولانا بنارسی کا ترجمہ انڈیا لیکھو پر لیں،
دہلی سے شائع ہوا ہے۔
- ۱۷۸) **ترجمہ الاصول الاربعة**
حافظ محمد عبدالستار قادری (۱۹۳۹ء)
- ۱۷۹) **ترجمہ المدارج السنیۃ فی الرد علی الوہابیۃ**
مولانا عبدالعلیم قادری (-)
تصنیف مولانا شاہ محمد حسن مجددی سرہندی کی ہے۔ اس کا دوسرا ترجمہ علامہ
العصر مولانا عبد الحکیم اختر شاہ جہاں پوری نے کیا ہے، جو ابھی چھپائیں ہے۔
- ۱۸۰) **تحفة الناظرین**
مولانا شاہ غلام مصطفیٰ بلڑوی (-)
۱۳۱۲ھ میں لکھی گئی یہ کتاب مطبع مصطفوی، لاہور سے شائع ہوئی ہے۔
- ۱۸۱) **ترجمہ منتهی المقال**
مولانا شاہ حسین گردیزی (-)
تصنیف مفتی صدر الدین آزردہ، صدر الصدور دہلی کی ہے۔ ۱۹۸۰ء میں کیا
ہوا یہ ترجمہ ابھی چھپائیں ہے۔

- ۱۸۲) **صفحہ کا یہ حصہ ۲۶۱۳۷ھ میں لکھا گیا، نعمی کتب خانہ گجرات، پاکستان
سے شائع ہوا، پھر متعدد مرتبہ ہندو پاک سے شائع ہوتا رہا ہے۔**
- ۱۸۳) **بھروپیوں کا اصلی روپ**
مولانا مفتی نور اللہ نعیی (۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۲ء - ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۲ء)
یہ کتاب مکتبہ حزب الرحمن، بصیر پور پاکستان سے شائع ہوئی ہے۔
- ۱۸۴) **آفتاب محمدی**
مولانا محمد غوث سکھوچکی (-)
صفحوں کی یہ کتاب منظوم ہے، ۱۳۲۲ھ میںنظم ہوئی، شوکت بدڑ پو،
گجرات سے طبع ہو چکی ہے۔
- ۱۸۵) **البشير برد التحذیر**
غزالی عصر علامہ سید احمد سعید کاظمی ملتانی (۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء)
یہ کتاب ۱۹۶۳ء میں تصنیف ہوئی، مکتبہ فریدیہ، ساجیوال پاکستان سے طبع ہوئی۔
- ۱۸۶) **تسکین الخواطر فی مسئلة الى فرد الناظر**
علامہ سید احمد سعید کاظمی ملتانی (۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء)
صفحہ کی یہ کتاب الکتاب پرنٹر و پر لیں، لاہور سے شائع ہوئی۔
- ۱۸۷) **الحق المبين**
غزالی عصر علامہ سید احمد سعید کاظمی ملتانی (۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء)
۱۹۵۶ء میں یہ کتاب سید ایکبر پر لیں، ملتان سے شائع ہوئی۔
- ۱۸۸) **الجواهر العلی فی القصائد و الفتاوی**
مولانا محمد گوہر علوی (۱۹۵۱ء)
- ۱۸۹) **الجواهر العلیۃ فی جواب اسئلۃ الديوبندیۃ**
مولانا محمد گوہر علوی (۱۹۵۱ء)

ترجمہ مولانا یسین اختر مصباحی نے کیا ہے، جو ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵ء میں دہلی سے شائع ہوا ہے۔

علامۃ الشیخ سید محمد علوی مالکی علمی و دینی، روحانی شخصیت کے مالک ہیں، حال ہی میں ان کا انتقال ہوا۔ آخری دام تک وہ دین حفیت اور مسلک قدیم کے حامی وداعی رہے۔ چنانچہ ان کی بزرگی، شخصیت اور بلند پایہ تصنیف نجدی و سعودی علماء کی نظر و نظر میں ہٹکتی رہتی تھی۔ ایک نجدی عالم عبداللہ بن سلیمان بن منع نے ان کے رد میں ایک کتاب ”حورا مع المالکی فی رد منکراته و ضلالته“ لکھی۔ وہ صفحے کی یہ کتاب سعودی حکومت کے زیر اہتمام چھپ کر دنیا بھر میں تقسیم ہوئی تو علامۃ السید کی حمایت میں درج ذیل کتابیں لکھی اور چھاپی گئیں، جو دراصل مسلک اہل سنت کی تائید و حمایت میں ہیں۔

۱) اعلام النبیل فی شرح الجزائری من التلبیس و التفضیل

یہ کتاب علامہ شیخ راشد بن ابراہیم المریخی نے لکھی اور بحرین سے چھپی۔

۲) الرد المحکم المنعی علی منکرات و شبہات ابن المنعی
یہ کتاب شیخ یوسف السید ہاشم الرفاعی سابق وزیر اوقاف کویت نے تحریر فرمائی۔ ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۵ء میں کویت، ہی سے چھپی۔

۳) التحذیر من الاعذار بما جاء فی الحوار

یہ کتاب شیخ عبدالحئی المعروفی خلیفہ رئیس فرد رابطہ العلماء بفاس (مراکش) اور شیخ عبدالکریم یداد عضو رابطہ العلماء بالمغرب نے لکھی اور فاس، مراکش ہی سے اس کی پہلی اشاعت ہوئی۔

یہ تینوں کتابیں نجدی اور نجدی و سعودی عقائد کی تردید میں ہیں۔ اس سے جائز میں نجدی وہابی علماء کی دھاندنی سمجھ میں آتی ہے۔

(۱۸۸) مرأة النجدية

(۱۸۲) خون کے آنسو (دو حصے)

علامہ مشتاق احمد ناظمی اللہ آبادی (۱۴۳۲ھ/۱۹۹۲ء - ۱۴۳۰ھ/۱۹۹۰ء)

حصہ اول صفحات ۲۱۰، حصہ دوم صفحات ۱۲۲-۱۹۶۱ء میں لکھی گئی یہ کتاب ہندو پاک سے کئی بار شائع ہو چکی ہے۔

(۱۸۳) تقدیس الرحمن عن شائبة الكذب والنقصان

مولانا محمد بن عبد القادر دھیانوی (-)

مولانا الدھیانوی مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ میں علماء جمہور کے ہم نوا ہیں، البتہ مسئلہ امکان الغیر میں جمہور علماء کے خلاف لکھا ہیں۔

(۱۸۴) دندان شکن جواب

مولانا خدا بخش اظہر (-)

(۱۸۵) شریف کا آرہ

مولانا حافظ قمی مدنیازی (-) یہ کتاب ہمدرد پریس ملتان سے شائع ہوئی۔

(۱۸۶) فجیدی تحریک

بحر العلوم مفتی عبدالمنان عظی

یہ کتاب حق اکیڈمی، مبارک پور سے شائع ہوئی۔

(۱۸۷) مفاهیم يجب ان تصحح

شیخ سید محمد علوی مالکی، مکہ مکرمہ (-)

یہ کتاب عربی زبان میں ہے، صفحات ۲۳۸ ہیں۔ ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء میں

دارالاحسان قاہرہ مصر سے چھپی ہے۔ اس کتاب پر قریب ۳۲ را فاضل روزگار اور اعظم

علماء کی تقریبات و تصدیقات ہیں، جن کا تعلق سعودی عرب، یمن، بحرین، ابو Dhabi،

کویت، جامعہ ازہر مصر، فاس، مراکش، سودان اور موریتانیہ افریقیہ سے ہے۔ حدیہ ہے

کہ لاہور و کراچی کے ۱۲ اردو یونیورسٹیز نے بھی اس کتاب کی تصدیق کی ہے۔ اس کا اردو

مولانا مفتی فیض احمد اویسی بہاولپوری
۶۷ صفحے کی یہ کتاب ۱۹۷۶ء میں لکھی گئی ہے، مکتبہ اویسیہ بہاول پور سے
چھپی ہے۔

(۱۹۵) **امّت و هابیہ کی بد حواسی**
مولانا صوفی اللہ دہ

یہ کتاب ۱۹۷۹ء میں لکھی گئی ہے، ادارہ اشاعت الاسلام سے شائع ہوئی ہے۔

(۱۹۶) **انگریز اور ان کے وفادر**
مولانا اسد ناظمی، جہانیاں منڈی
۳۰۰ صفحے کی یہ کتاب ابھی غیر مطبوعہ ہے۔

(۱۹۷) **تسکین القلوب**
مولانا محمد عبداللطیف خان
یہ کتاب چھپ چکی ہے۔

(۱۹۸) **جامع الشواهد**
مولانا محمد قابل رضوی
۱۰۳ صفحے کی یہ کتاب ۱۹۶۶ء میں لکھی گئی ہے، جامعہ امینیہ منڈوار برلن سے طبع
ہوئی ہے۔

(۱۹۹) **برهان صداقت بر مجدى بطالت**
مولانا مفتی محمد حسین میلسی

۲۷۲ صفحے کی یہ کتاب مکتبہ فریدیہ، ساہی وال، پاکستان سے شائع ہوئی ہے۔

(۲۰۰) **اصلاح فکر و اعتقاد**
مولانا نیشن اختر مصباحی، دہلی

تصنیف علامہ سید محمد مالکی کی ہے۔ اس کا ذکرا اوپر آچکا ہے، یہ ترجمہ ۱۹۶۵ء

مولانا مفتی اختر رضا خان از ہری بریلوی (-)

یہ کتاب عربی زبان میں ہے، غالباً بریلی اور ممبئی سے شائع ہو چکی ہے۔

(۱۸۹) **من عقائد اہل السنّة**

علامہ عبدالحکیم شرف قادری لاہوری (۱۹۲۳ / ۱۴۲۳ھ -)

یہ خیتم کتاب عربی زبان میں ہے، لاہور اور ممبئی سے شائع ہو چکی ہے۔

(۱۹۰) **مسائل اہل سنت بجواب مسائل نجدیت**

علامہ عبدالحکیم شرف قادری لاہوری (۱۹۲۳ / ۱۴۲۳ھ -)

(۱۹۱) **صفحہ کی یہ کتاب جمعیۃ علماء سرحد، ہری پور سے شائع ہوئی ہے۔ اس میں مفتی عزیز احمد بدایونی کے حالاتِ زندگی بھی شامل ہیں۔**

(۱۹۲) **اندھیرے سے اجالے تک**

علامہ عبدالحکیم شرف قادری لاہوری (۱۹۲۳ / ۱۴۲۳ھ -)

یہ کتاب لاہور اور ممبئی سے شائع ہوئی ہے۔

(۱۹۳) **شیشے کے گھر**

علامہ عبدالحکیم شرف قادری لاہوری (۱۹۲۳ / ۱۴۲۳ھ -)

(۱۹۴) **صفحہ کی یہ کتاب رضا اکیڈمی لاہور سے شائع ہو چکی ہے۔ یہ کتاب دہبیوں کی انگریز نوازی کو روشنی میں لے آتی ہے، دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۸ء میں نکلا ہے۔**

(۱۹۵) **الحیاة الخالدة**

علامہ عبدالحکیم شرف قادری لاہوری (۱۹۲۳ / ۱۴۲۳ھ -)

یہ رسالہ عربی میں ہے، لاہور سے شائع ہوا ہے۔ اس کا ترجمہ خود شرف صاحب نے کیا ہے، جو لاہور سے ہی طبع ہوا ہے۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ادارہ افکار حنفی پورنیہ، بہار نے شائع کیا ہے۔

- کتابیں تحریر کی ہیں، ہم یہاں صرف پانچ کا ذکر کرتے ہیں:
- | | |
|---|------------|
| ۲۱۲) الفتح الكبير فی مسألة امتناع النظير | غیر مطبوعہ |
| ۲۱۳) فيض الغافر بان النبي ﷺ بكل شيء ناظر | غیر مطبوعہ |
| ۲۱۴) الدليل المبين للرد على اغلوطات المبتدئين | غیر مطبوعہ |
| ۲۱۵) التعقيبات على بعض الكتب الموضوعات | غیر مطبوعہ |
| ۲۱۶) جواب جواب التعاقب | غیر مطبوعہ |

اور اب مرزا سداللہ خان غالب ————— (۱۸۹۶ء-۱۷۹۲ء)

(۲۱۷) متنوں امتناع النظیر ^(۱)
۱۲۸ اشعار پر مشتمل ہے۔

امام احمد رضا بریلوی ————— (۱۹۲۱ء-۱۳۲۰ء)

۱۹۷۶ء میں مولفہ یہ کتاب قادری کتب خانہ سیال کوٹ سے شائع ہوئی۔
۲۰۸ وہابیت و مرزا ایت (قابلی جائزہ)
امجدہ پر لیں لاہور سے شائع ہوئی ہے۔
۲۰۹ وہابی مذہب حصہ اول
۱۹۶۸ء صفحات کی یہ کتاب ۱۹۶۸ء میں مکمل ہوئی، معارف پر لیں لاہور سے
شائع ہوئی۔

00000

میں دارالعلوم دہلی کے زیر انتظام چھپی ہے۔

مولانا محمد حسین شوق کی رِد وہابیت میں درج ذیل کتب ہیں:

(۲۰۱) جامع حیات

(۲۰۲) الجود و العطا

(۲۰۳) افضل الصلة على باعث الحياة یہ کتاب چھپی ہے

(۲۰۴) کلمة التقوى یہ کتاب چھپی ہوئی ہے

(۲۰۵) منذورات أوليائے کرام یہ کتاب چھپنی نہیں ہے

(۲۰۶) نجوم هدایت یہ کتاب چھپ چکی ہے

مولانا قاضی ضیاء اللہ قادری کی رِد وہابیت میں یہ کتابیں ہیں:

(۲۰۷) قوم وہابیت پر بم

۱۹۷۶ء میں مولفہ یہ کتاب قادری کتب خانہ سیال کوٹ سے شائع ہوئی۔

(۲۰۸) وہابیت و مرزا ایت (قابلی جائزہ)

امجدہ پر لیں لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

(۲۰۹) وہابی مذہب حصہ اول

۱۹۶۸ء صفحات کی یہ کتاب ۱۹۶۸ء میں مکمل ہوئی، معارف پر لیں لاہور سے
شائع ہوئی۔

(۲۱۰) وہابی مذہب کی حقیقت

۱۹۶۸ء صفحے کی یہ کتاب ۱۹۶۸ء میں تالیف ہوئی، سیال کوٹ سے چھپی۔

(۲۱۱) وہابی مولویوں کی کہانی، ان کی اپنی زبانی

یہ بھی غیر مطبوعہ ہے۔

حضرت مولانا قاضی ارشاد الہی فیضی نے وہابیوں کی تردید میں تقریباً ۳۰۰